عَلّامِ سُود

اشتیاق حسین قریشی

۴۸۶

سلسلۂ الامان بک ڈپو

معلم اسود

ایک نفسیاتی تمثیل

مصنفہ

اشتیاق حسین قریشی ایم اے

جسے

منیجر الامان بک ڈپو دہلی نے

بہ کم الامان برقی پریس گلی قاسم جان دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

۳۸ء

عنوان

برادرِ عزیز فضل!

اِس وقت تم جہاز پر سوار ہو، اس سے قبل دو مہینے سے میں تم سے جدا ہوں، اس عرصہ میں یہ کتاب لکھی گئی ہے - تم اگر میرے پاس ہوتے تو کس شوق اور دلچسپی کے ساتھ اسے پڑھتے اور میری کتنی ہمت افزائی کرتے، لیکن اس وقت تمہیں اس کے وجود کا بھی علم نہیں! تم آج ہی صبح کو جہاز میں سوار ہوئے ہو- اور میں اس کتاب کو پریس میں بھیج رہا ہوں۔ تم ہوتے تو کتنے سوالات کی بھرمار کرتے! کس جوش و خروش سے اپنی مسرت کا اظہار کرتے! لہذا میں اس کتاب کا کسی ذاتی خط میں ذکر نہیں کروں گا۔ بغیر اجازت اس کتاب کو تمہارے نام سے معنون کرتا ہوں، اور اس خط کو اس کتاب کا تعارف کرانے کے لیے محفوظ رکھتا ہوں!

تمہارا عزیز بھائی

اشتیاق

میرا کاٹیج شملہ ایسٹ
یکم ستمبر ۱۹۳۰ء

دیباچہ

ڈرامہ نے یورپین زبانوں میں جو ترقی کی ہے وہ ارباب ذوق سے پوشیدہ نہیں ہے، موجودہ زمانہ کے ڈرامہ کا پلاٹ بالعموم سادہ ہوتا ہے، افراد تمثیل حتی الوسع کم ہوتے ہیں، اور غیر معمولی واقعات کی بجائے روزانہ زندگی کے کسی ایسے حصہ کی تصویر پیش کی جاتی ہے جو کسی سبب سے دلچسپ یا سبق آموز ہو۔

اس معیار سے "اردو ڈرامہ" ابھی بہت پستی کی حالت میں ہے، عوام سے تو صحیح ذوق کی توقع ہی فضول ہے، بالخصوص جبکہ ہمارے تھیٹر والے اور تماشہ گاہوں میں اس فن لطیف کی وہ مٹی پلید کی جاتی ہے کہ الاماں! ہمارے بہترین تھیٹر اور ہمارے مشہور ترین ایکٹر فضا کو زیادہ سے زیادہ مصنوعی اور غیر فطری بنانے میں سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن ماتم اس جہالت اور بد ذوقی کا ہے جو ہمارے تعلیم یافتہ طبقہ میں پائی جاتی ہے۔ کچھ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ میں نے ملک کے ایک "مشہور" رسالہ میں ڈرامہ (غلط فہمی) پر تبصرہ پڑھا۔ چونکہ جناب نقاد نے اس ڈرامہ کو دنیا کا بدترین ڈرامہ بتایا تھا لہذا فطرتاً میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس کا مطالعہ کروں۔ افسوس! ڈرامہ پڑھ کر مجھے بڑی مایوسی ہوئی۔ اس لئے کہ اگر یہی ڈرامہ کسی یورپین زبان میں شائع ہوتا تو یہ تو نہیں کہ اسے بہت اچھا بتایا جاتا لیکن اوسط درجے کے ڈراموں میں یہ ضرور شمار ہوتا۔ میں نے تنقید کا تجزیہ کیا تو معلوم ہوا کہ جناب نقاد کو ڈرامہ کے تین پہلو بہت ناگوار گزرے تھے۔

۱۔ اول یہ کہ پلاٹ بہت سادہ ہے

دوئم یہ کہ ہیروئن کا کیرکٹر کچھ "زیادہ ارفع" نہیں ہے،
سوئم یہ کہ بعض جگہ ایسی زبان استعمال کی گئی ہے جو صرف جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بولی جاتی ہے۔

کاش میں اس ڈرامہ کا مصنف ہوتا تو صرف یہ کہہ کر خاموش نہ ہوجاتا کہ

"سخن فہمی عالم بالا معلوم شد"

بلکہ جناب نقاد سے یہ بھی عرض کرتا کہ

"جس کو تو عیب سمجھتا ہے ہنر ہے میرا!"

خیر جناب مصنف تو خاموش رہے میں یہ عرض کردوں کہ

"سخن شناس نۂ، دلبرا خطا اینجاست!"

اس لئے کہ اس تنقید سے جناب نقاد کے ذوق صحیح کا اچھی طرح اندازہ ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں مغربی علوم اور مغربی ڈراموں سے کوئی واسطہ ہی نہیں پڑا، انھوں نے جاکر ہندوستانی تھیئٹر ہی میں فن نقادی کا درس لیا ہے، اس لئے کہ :-

(۱) پلاٹ کی سادگی زمانہ حال کے ڈرامہ کی جان ہوتی ہے۔

(۲) کسی انسان کو تمام کمزوریوں سے مبرا دکھانا اسے فرشتہ بنا دینا ہے ایسے انسان دنیا میں موجود نہیں، لہذا ڈرامہ نویس کو ایسی ہستیوں سے کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیئے، اس لئے کہ ایسے لوگوں کا وجود خلاف فطرت ہے۔

(۳) بیچارہ مصنف نے جسے نقاد نے "جاہل" اور خدا جانے کیا کیا کہا تھا ایک حصہ میں دہلی کے عام ملازموں کی زندگی دکھائی ہے۔ وہ اگر جامع مسجد کی سیڑھیوں کی زبان نہ بولیں گے تو کیا کسی مجلہ علمیہ وادبیہ کے "رئیس التحریر" کی اردو میں گفتگو کریں گے جو ان کے رسالہ کے علاوہ دوسری جگہ مفقود ہے۔

خیر! یہ ذکر تو محض مثال کے طور پر آ گیا، اس جھگڑے کو جناب نقاد اور جناب مصنف اگر چاہیں تو طے کر لیں، میں نے اس کا ذکر اس لیئے کیا کہ ملک میں ذوق صحیح کی کمی کا اندازہ ہو جائے، جب ہمارے "بہترین" رسالوں کی یہ حالت ہے تو عوام سے کیا توقع رکھی جائے؟ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا عام بدذوقی سے متاثر ہو کر اہل ذوق خود بھی اس کا شکار ہو جائے یا اس عام بدذوقی کو رفع کرنے کی کوشش کرے؟

ظاہر ہے کہ یہ بدذوقی ایک دن میں دور نہیں ہو سکتی، جو اصحاب اس کی کوشش کریں گے وہ ناکام رہیں گے۔ اس لیئے کوئی طریقہ بین بین اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ ڈرامہ اسی سعی کا نتیجہ ہے۔ اس میں پلاٹ کی سادگی نہیں ہے، لیکن موضوع ایسا ہے جس میں "فردوس گوش" تو نہیں البتہ "تحیر چشم" ضرور پیدا کر دیا گیا ہے، جس سے عوام کو دلچسپی ہوگی، خواص کے لیئے یہ امر باعث کشش ہوگا کہ اس ڈرامہ کا حقیقی مفہوم اگرچہ بالکل سطح پر نہیں ہے لیکن زیادہ عمیق بھی نہیں ہے اور "ڈاکٹر جیکل"، "فاؤسٹ" وغیرہ کی طرح ذرا غور کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ ایک نفسانی جدوجہد کو اس قالب میں پیش کیا گیا ہے۔

اس ڈرامہ میں گانے کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ جہاں سماوی ہستیوں سے کام نہیں ہے۔ وہاں زبان بھی سادہ ہے۔ اس کے علاوہ روزانہ زندگی کے اکثر پہلو بالکل فطری طریقہ پر دکھانے کی سعی کی گئی ہے، وہ افراد تمثیل جو اس عالم سے تعلق رکھتے ہیں جیتے جاگتے انسانوں کی طرح ہیں نہ فرشتہ خصلت ہیں نہ مجسم شیطان ہیں جن کا دوسری دنیا سے تعلق ہے وہ خود ان کے محسوسات و خیالات اور فطری رجحانات کا آئینہ ہیں، اور اس طرح اگرچہ صحیح نصب العین اس ڈرامہ میں مجبوراً سامنے نہیں رکھا گیا۔ تاہم یہ عام ذوق کو دوسری طرف منتقل کرنے میں مدد پہونچائے گا۔ اگر یہ امید پوری ہو جائے تو میری محنت اکارت نہ جائے گی۔

اشتیاق حسین قریشی

افرادِ تمثیل

معلم اسود۔

علیم۔ ایک فلسفی

دبیر۔ اڈیٹر اخبار قوم پرست

بادشاہ۔

وزیر اعظم

صدر انجمن حامیان دستور

رضیہ۔ بادشاہ بیگم

زاہد۔ ایک متقی انسان

زاہدہ۔ اُسکی بیوی

رشیدہ۔ اُسکی لڑکی

شہری، قوم پرست، افسر، چوب دار، خادم، ملازم،

دبیر کے ماتحت، وغیرہ وغیرہ۔

شیطان۔

فرشتے۔

روحیں۔

(۱)

پہلی مجلس

پہلا نظارا ۔ لامکان

(تاریکی میں)

شیطان۔ نور کی تخلیق سے پہلے ۔ جب لا انتہا تاریکیوں کا ہجوم، وقت و بعد کی قیود سے آزاد، ہر طرف حکمراں تھا، تو میں اس لشکر کا سردار اعظم اور اُس کی جولانگاہ کا بادشاہ تھا۔ جب تک نیستی کے کاشانہ کو ہستی کے طوفان عظیم نے برباد نہ کیا تھا اُس وقت تک میری ازلی قوت اُس کے قیام کی کفیل تھی، مگر اب زمانہ بدل گیا اور تاریکیوں کا بادشاہ روشنی کی بڑھتی ہوئی قوت سے اپنی ہستی کے لئے بھی موت و نیست کی ایک آخری جدو جہد میں گرفتار ہے۔ مگر اے مکان ولامکان کے مکینو! ابھی گمراہی کا بحر موجزن خشک نہیں ہوا ہے۔ دنیا میں تاریکی کا وجود موجود ہے اور تم سب دیکھو گے کہ جس طرح دن کے بعد رات ہوتی ہے، تاریکی نور پر ضرور فتح پائے گی۔

(یکایک روشنی ہو جاتی ہے اور ایک فرشتہ ظاہر ہوتا ہے)

فرشتہ۔ اے بارگاہ ایزدی سے مردود! تجھے تیرے تکبر نے ذلیل کیا، لیکن تو اب بھی وہی زعم رکھتا ہے! اے وقوف تاریکی نور کا فقدان ہے، جب نور ظاہر ہوتا ہے تو تاریکی خود کافور ہو جاتی ہے، پھر تو نور کی عالم افروز قوت سے کیوں برسرِ پیکار ہے؟

شیطان۔ تو وہ دن بھول گیا جب میرے سامنے مودب بیٹھ کر علم ازلی کی ابجد پڑھا کرتا تھا۔ آج مجھ پر لاعلمی کا الزام لگاتا ہے!

فرشتہ۔ تیرا علم حجاب اکبر ہے، جو علم تجھے گمراہی سے نہ بچا سکا۔ اس پر تفخر کرنا نازیبا ہے۔

شیطان۔ جس نوری کو خاکی کی شرافت تسلیم ہو، اس کا سر خدائی کے سب سے بڑے سرکش کے سامنے کیونکر اٹھ سکتا ہے؟

فرشتہ۔ تجھے معلوم ہے کہ انسان خدا کی صنعت کا سب سے بڑا نمونہ ہے؟

شیطان۔ مجھے اس سے انکار ہے! وہ سراپا عجز ہستی جسے تو اشرف المخلوقات سمجھتا ہے۔ میرے ہاں میرے، جسے تو ذلیل و حقیر بتاتا ہے۔ ایک ایک اشارہ پر رقص کرتی ہے۔

فرشتہ۔ اے سراپا تکبر ہستی! تیرا غرور تیری آنکھوں پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ کسی کوتاہ اندیش کو تو تھوڑی دیر کے لئے بہکالے تو دوسری بات ہے، لیکن آج تک ایک بھی باخبر تیرے پنجہ میں نہیں پھنسا ہو گا۔

شیطان۔ اگر یہ بات ہے، تو تماشہ دیکھ اور میری قوت کا مشاہدہ کر

فرشتہ۔ اچھا تو اپنی قوت کا امتحان کر لے۔ شاید تیرا مغالطہ دور ہو جائے ..... لیکن اے سرکشوں کے سردار! تو حیلہ گروں کا بادشاہ ہے، ناکامی کے بعد بھی تیرا تکبر تیری غلط فہمی دور نہ ہونے دے گا۔

دوسرا نظارا۔ علیم کے مطالعہ کا کمرا

علیم۔ فلسفہ اور الہیات کے دقیق ترین مسائل میری نکتہ شناس نگاہ کے سامنے پانی ہو جاتے ہیں، سقراط سے لے کر آج تک کسی فلسفی کی تحقیقات کے نتائج ایسے نہیں جو ہر وقت نظر کے سامنے نہ رہتے ہوں، مشرق و مغرب کے علمی حلقوں میں میری معلومات کی دھوم ہے، میرے نام پر دنیا کے فلسفی جان دیتے ہیں، میری تصانیف کو وحی سے کم نہیں سمجھا جاتا۔ میرے ایک ایک لفظ کی تعبیر میں دفتر لکھے جاتے ہیں، لیکن اس شہرت سے مجھے کیا حاصل؟ تلاش حق کی الجھنوں میں ایک عالم مبتلا ہے، لیکن کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتا، مذاہب کے مختلف النوع دعاوی، فلاسفہ کے متضاد اقوال، متلاشیان حق کی ناکامیاں اسکی صاف دلیل ہیں کہ حقیقت ہماری نظاروں سے بعید ہے۔ لہذا میں جتنا سوچتا ہوں اسی قدر دشواریوں سے دوچار ہوتا ہوں، اور دل کا وہ سکون جو لاعلمی کا شیریں ثمر ہے مجھ سے دور بھاگتا ہے (دستک کی آواز) کون ہے؟ اسوقت بھی لوگ پیچھا نہیں چھوڑتے۔ کوئی شخص فلسفہ کا کوئی مسئلہ پوچھنے آیا ہوگا۔ اگر میں ایک لمحہ کے لئے اس کاوش کو بھول بھی جاؤں تو دوسرے نہیں بھولنے دیتے (دستک کی آواز) اُف اس قدر جلد بازی اور بے صبری، میں اگر اس شخص سے نہ ملوں تو کم از کم کچھ دیر اس ادھیڑ بن سے نجات مل جائے۔ لیکن خیر شاید یہ شخص اس قدر بے وقوف ہو کہ اس سے سر نہ مارنا پڑے۔ یا اس قدر ہوشیار ہو کہ مجھی کو کچھ بتا جائے (دستک) کون صاحب ہیں؟ اندر تشریف لائیے:

(داخل ہوتا ہے معلم اسود)

معلم - آداب عرض ہے۔

علیم - آداب عرض۔ تشریف رکھیئے۔ آپ کا اسم گرامی ؟ کہاں سے تشریف لائے ہیں اور اس زحمت کا کیا سبب ہے ؟

معلم - اس خاکسار کو "معلم اسود" کہتے ہیں۔

علیم - کس قدر عجیب نام ہے!

معلم - حیرت کی کوئی بات نہیں۔ شمال و مغرب کے برفستانی علاقہ میں جہاں مدتوں آفتاب کی شعاعیں نظر نہیں آتیں میرا وطن ہے۔ چونکہ آفتاب کی تمازت کا فقدان ہے، لہذا فطرت نے اس علاقہ کے باشندوں کے رنگ میں وہ سیاہی پیدا نہیں کی جو آفتاب کی تیز شعاعوں کے مقابل میں ڈھال ہے، اس گورے قوم کے نزدیک میں سیاہ ہوں، اور چونکہ اپنے ملک میں اپنی معلومات کے سبب سے بدنام ہوں۔ لہذا میں معلم کہلاتا ہوں۔ اسی سبب سے مجھے لوگ معلم اسود کہتے ہیں آپ کے پاس اس لیے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے علم و فضل کا چرچا بچے بچے کی زبان پر ہے، شاید آپ حقیقت کے وہ رموز بے نقاب کرسکیں جو میری گمراہ نظر سے پوشیدہ ہیں۔

علیم - مجھے آپ سے مل کر بہت مسرت ہوئی۔ اس قدر مسلم قابلیت کے اصحاب سے ذرا کم ملاقات ہوتی ہے شاید آپ کی امداد سے میرا دماغ زیادہ کام کرنے لگے۔ اور وہ دقتیں جو ہر فلسفی کو پیش آتی ہیں ہمارے آپ کے تعاون سے حل ہوجائیں فرمائیے کیا مسئلہ ہے۔

معلم - مجھے تمہید چھوڑ کر مختصر سا سوال کرنا چاہیئے۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے وجود کو تسلیم کرنے کے بعد دنیا میں رنج و الم اور مصائب کے

وجود کا سبب آپ نے کیا تلاش کیا ہے؟ اگر خدا رحمٰن و رحیم ہے تو اس نے اس دنیا میں افلاس، بیماری، رنج و غم، آلام و مصائب کا وجود کیوں گوارا کیا؟

علیم۔ (علیحدہ) آہ اس مسئلہ کو تو میں بھی آج تک نہیں سمجھ سکا (مخاطب ہو کر) آپ نے بے شک وہ مسئلہ پوچھا ہے جس کا حل غالباً فلسفہ کی دسترس سے بعید ہے اور عقیدہ کی مملکت میں داخل ہے۔

معلم۔ کیا میں اس کے یہ معنی سمجھوں کہ آپ جیسا گراں قدر فلسفی بھی جب مسائل کی حقیقت سمجھنے سے عاری ہوتا ہے تو ایمان کا نام لے کر اپنی جان بچاتا ہے؟

علیم۔ اس میں جان بچانے کی کیا بات ہے؟ ہر چیز انسان کے احاطۂ علم میں نہیں آسکتی۔

معلم۔ جس چیز کو عقل قبول نہ کرے اسے تسلیم کرنا جاہلوں کا کام ہے۔

علیم۔ خیر اس بحث پر پھر کسی دوسری صحبت میں گفتگو کروں گا۔ اس وقت آرام فرمائیے۔ صبح کو پھر ملاقات ہوگی، اس میں تبادلہ خیال کا اچھا موقعہ ہوگا۔

تیسرا نظارا۔ علیم کی خوابگاہ

علیم۔ (بستر پر لیٹا ہوا) آدمی تو واہمہ دار معلوم ہوتا ہے .... ملک میں علم و دانش کے لئے مشہور ہے۔ پھر بھی حق کی جستجو اسے وطن سے کھینچ کر مجھ تک لے آئی، اگر کوئی طفل مکتب ہوتا تو میں اسے یوں ہی سمجھا بجھا کر ٹال دیتا۔ لیکن یہ کم بخت تو پڑھا ہوا جن ہے۔ اسے کیونکر ٹالوں؟ مسئلہ اس قدر دشوار ہے کہ فلسفہ کے پر جلتے ہیں.......... اس شخص کے آنے سے میرے دل میں تشویش پیدا ہو گئی ہے کیا اس کا آنا میری رسوائی کا باعث ہو گا؟ کاش میری شہرت اس کے ملک تک نہ پہونچتی ...... لیکن اب تو وہ آ گیا اور مجھے کل کے لئے جواب سوچنا چاہیئے..... میں (آنکھیں مل کر) کیا میری آنکھیں بھی مجھے دھوکا دیتی ہیں...... میں نے تمام دروازے بند کر دیئے تھے، یہ میرے تخیل کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے.......

(معلم اسود داخل ہوتا ہے اور آ کر کچھ فاصلہ پر خاموش کھڑا ہو جاتا ہے)

میری قوت ارادی بھی کام نہیں کرتی۔ اے خیالی تصویر! اے میرے واہمہ کے عکس! میں تو اہمات سے بری ہوں میری نظر سے دور ہو جا!

معلم اسود۔ میں نہ واہمہ کا عکس ہوں کہ آپ کی قوت ارادی سے ہوا میں پگھل جاؤں۔ نہ تخیل کا مخلوق ہوں کہ اس کے فنا ہوتے ہی فنا ہو جاؤں میری ہستی کلا زیادہ پائدار ہے!

علیم۔ لیکن........

معلم۔ دروازہ بند تھا؟ دیکھئے دروازہ اب بھی بند ہے لیکن وہ دیکھئے (تالی بجاتا ہے)

(روحیں داخل ہوتی ہیں)

علیم۔ آپ جادوگر ہیں؟

معلم۔ آپ فلسفی ہو کر "جادو" پر عقیدہ رکھتے ہیں؟ نہیں، میں جادوگر نہیں ہوں، میری تمام قوتیں وہی ہیں۔ لیکن ترقی پا کر محیر العقول بن گئی ہیں۔ اگر آپ۔۔

....

علیم۔ آپ عجیب انسان ہیں!

معلم۔ میرا ازلی دعویٰ ہے کہ میں انسان سے بالاتر ہوں!

علیم۔ پھر آپ مجھ سے فلسفہ کے مسائل سیکھنے کیوں آئے؟ میں تو محض انسان ہوں!

معلم۔ میں آپ کو صرف یہ احساس دلانے کے لئے آیا ہوں کہ آپ کو کچھ بھی نہیں آتا۔ آپ کا تمام فلسفہ خیالی ہے۔ حقیقت سے آپ نا آشنا ہیں۔

علیم۔ حقیقت کیا ہے؟

معلم۔ اے نحیف انسان! تو اتنا بڑا سوال کیا یک مدت کر۔ تیرا کمزور دماغ اس کے ادراک سے معذور ہے۔ مجھے خوف ہے کہ تو حقیقت کو دیکھ کر بھی نہیں پہچانیگا اور اپنی قدیم عادت کے مطابق بغاوت کر دے گا۔

علیم۔ میری تمام عمر طلب حق میں بسر ہوئی ہے۔

معلم۔ انسان کو وہ صداقت بہت تلخ معلوم ہوتی ہے جو اس کے قدیم معتقدات کے خلاف ہو۔ تو نے جھوٹ میں پرورش پائی ہے۔ تجھے حقیقت سے کیا کام؟

علیم :- میں حقیقت معلوم کرنے کے لیئے تمام قربانیاں کرنے کو تیار ہوں!
معلم :- اچھا اس کا پیمان کر۔
علیم :- لیکن اگر تلاش حقیقت میں ناکامی ہوئی ؟
معلم :- ایسا نہیں ہوگا۔
علیم :- اچھا میں پیمان کرتا ہوں۔
معلم :- سب سے پہلے تو خدا کو قربان کر!
علیم :- کیا وہ سب سے اعلےٰ حقیقت جو تمام حقائق کی جان ہے جس کے نور سے کائنات روشن ہے۔ جس کی ادنےٰ عنایت پر نظام عالم قائم ہے جو تمام ہستی کی کفیل ہے ....
معلم :- وہی قدیم جذبات کا اعادہ اپنج ہے عادت فطرت ثانیہ ہوتی ہے اگر تو نے فلسفہ کی بادیہ پیمائی میں یہ بھی نہیں سیکھا کہ جتنے معتقدات محض جذبات پر مبنی ہوں ان کا درست ہونا اکثر مشکوک ہوتا ہے تو تجھ میں تلاش حقیقت کی صلاحیت ہی نہیں ہے۔
علیم :- میں اس بحث پر کہ خدا کا وجود ایک حقیقت ہے بحث کرنے کے لیئے تیار ہوں۔
معلم :- اچھی بات ہے، کسی فرصت میں بحث کر لینا۔ لیکن میری مافوق العادت قوتوں کا مشاہدہ اگر کرنا ہو تو میں موجود ہوں۔ میرا یہ دعویٰ کہ میں اپنے علم کی بنا پر انسان سے بالاتر ہوں نظری دلائل کا محتاج نہیں ہے، میں وہ عمل کر کے دکھا دیتا ہوں جو کوئی انسان نہیں کرسکتا۔
علیم :- شعبدہ بازی انسان کا اعلےٰ ترین جوہر نہیں ہے۔
معلم :- مگر میری قوت شعبدہ بازی نہیں ہے۔ میری قوت حکومت ہے۔ وہ

حکومت جس کا تو پرستار ہے، اس لیے کہ تو خدا کو اعلےٰ ترین قوت تصور کرتا ہے یعنی وہ قوت جو تمام کائنات پر حاوی ہے، اگر میری قوت کو بھی یہی تعریف ہو تو میری دلیل کو مان لے گا؟۔

علیم - یقیناً۔

معلم ا۔ اچھا تو اس وقت سو۔ تیرے دل میں جو خواہش ہو اس کا کل اظہار کر، وہ پوری ہو جائے گی۔

(علیم سو جاتا ہے معلم کھڑا رہتا ہے، جب دیکھتا ہے کہ علیم خوب سو گیا تو کہتا ہے)

"سو۔ اور اچھی طرح سو، تیری نیند بہت گہری ہے۔ تیرے دل میں دنیوی خواہشوں کے علاوہ کوئی خواہش پیدا نہ ہوگی"

(جاتا ہے)

چوتھا نظارا۔ علیم کے مطالعہ کا کمرہ

علیم۔ اُف کیا عجیب خواب تھا۔ اُس خواب کے سامنے "الف لیلہ" کا ہر طلسم پانی پانی ہے، میں نفسیات کے تمام اصول کو سمجھتا ہوں، پھر میرا دماغ خود ایسا دھوکا کھاتا ہے؟ رات کو جب میں سویا تو پہلے اپنی خواب گاہ کو مقفل کر لیا۔ اور صبح کو اُٹھا تو پھر تمام دروازوں کو بجنسہٖ بند پایا، بعض خواب ایسے عجیب و غریب ہوتے ہیں کہ ان کا دماغ پر پائدار اثر ہوتا ہے۔ یہ خواب بھی اسی قبیل سے تھا، معلوم ہوتا ہے کہ خواب نہ تھا، حقیقت تھی، لیکن اس مادی دنیا میں ایسے ممکنات بعید سے نہیں ہیں ....

(معلم اسود داخل ہوتا ہے)

معلم اسود۔ فانی انسانوں کی محدود قوت کے لئے ہر چیز ناممکن ہے، لیکن ابدی ہستیوں کے لیئے انسان کے محالات بازیچۂ اطفال ہیں!

علیم (مبہوت ہو کر) معزز مہمان آپ ....

معلم اسود۔ تم شب کی سرگزشت کو اپنے واہمہ کا نتیجہ سمجھتے ہو؟ لیکن جہاں تک میرے قوٰی کی رسائی ہے۔ وہاں تک تمہارا واہمہ بھی نہیں پہونچ سکتا حیران نہ ہو! میں شب کا وعدہ پورا کرنے آیا ہوں، مانگو کیا مانگتے ہو، تمہاری آرزوئیں چشم زدن میں پوری ہوں گی!

علیم (اسی حالت میں) کسی انسان کے دماغ پر اتنا بار نہیں پڑا کسی کو ایسی الجھی ہوئی گتھیاں سلجھانے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ میں کیا مانگوں؟ ..... (سوچنے لگتا ہے)

(معلم اسود غائب ہو جاتا ہے)

(چند روشن روحیں اور ایک فرشتہ یکے بعد دیگرے داخل ہوتے ہیں)

پہلی روح۔ اے انسان! خبردار! تو کچھ بھی کرے لیکن خدا اور نیکی کا دامن ہاتھ سے نہ جائے۔

دوسری روح۔ اے انسان! یہ دنیا فانی ہے، عالم ابدی کا خیال کر۔

تیسری۔ دیکھ! خدا اور خدا کے پرستاروں کے علاوہ کوئی بے غرضی کے ساتھ نیکی اور احسان نہیں کرتا۔

چوتھی روح۔ ایسا نہ ہو کہ تو اس جوئے میں اپنی روح کو کھو بیٹھے۔

پانچویں روح۔ خدا کے اختیار میں ہر چیز ہے، وہی حقیقی مسرت اور راحت دے سکتا ہے۔

فرشتہ۔ خدا کی ابدی حکومت سکون کی کفیل ہے، شیطان کا فریب انسان کا دشمن ہے۔ (علیم کے علاوہ سب غائب ہو جاتے ہیں) (روشنی کم ہو جاتی ہے.... کچھ تاریک روحیں داخل ہوتی ہیں)

پہلی روح۔ اپنے واہمہ کی فتوش سے نہ ڈر، ہمت باندھ، اور معلم اسود کا امتحان لے!!

دوسری روح۔ وہ چیز مانگ جو تو اس کے اختیار سے باہر سمجھتا ہو!

تیسری روح۔ تو غریب ہے، تاج مانگ! ملک مانگ! حکومت مانگ!

چوتھی روح۔ تو نے اپنی عمر عیش و جوانی سے بغاوت میں کاٹی ہے، محبت مانگ، عیش مانگ، سرور مانگ!

پانچویں روح۔ جو مانگنا ہے جلد مانگ، کہیں پس و پیش میں یہ موقعہ ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔

چھٹی روح۔ مدت العمر کے تعصبات سے بری ہو جو مانگنا ہے وہ مانگ اور موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دے، موقع کسی کے دروازہ پر دوبارہ دستک نہیں دیتا۔

(روحیں غائب ہو جاتی ہیں، روشنی تیز ہو جاتی ہے)

(معلم اسود داخل ہوتا ہے)

معلم اسود۔ کیا فیصلہ کیا؟

علیم۔ موقعہ کسی کے دروازہ پر دوبارہ دستک نہیں دیتا ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ تخت مانگ! تاج مانگ! ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ عیش مانگ!! ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

معلم اسود۔ مانگ ورنہ میں جاتا ہوں!

علیم۔ تاج و تخت! عیش و عشرت!!

معلم اسود۔ بس؟

علیم۔ (ذرا سوچ کر) اور سکون!

معلم اسود۔ انسان کو طاقت اور عشرت کے علاوہ کس چیز میں سکون ملتا ہے؟ اچھی بات ہے منظور! لیکن اس کے بعد۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

علیم۔ اگر میرے تینوں سوال پورے ہو گئے تو میں تم پر ایمان لے آؤں گا!

معلم اسود۔ منظور!

(یکایک برق و رعد سے چشم و گوش ماطوف ہو جاتے ہیں اور اس طوفاں کے عالم میں نظارہ تبدیل ہوتا ہے)

پانچواں نظارا۔ ایک تاریک لق و دق میدان

(کبھی کبھی بجلی چمک جاتی ہے، اس میں تاریک روحوں کے چہرے نظر آتے ہیں،
روحیں رقص کر رہی ہیں، اور خوش معلوم ہوتی ہیں)

(داخل ہوتا ہے شیطان)

شیطان - شاباش میری ذریات! شاباش، یہ خوشی کا دن ہے ایک منفرد انسان، جو اپنے آپ کو خدا کا نائب بتاتا ہے، جس کے سامنے تمہارے سردار کو سجدہ کا حکم ہوا تھا، جو خاکی ہو کر ہماری لافانی ہستیوں پر لعنت بھیجتا ہے، ہمارے سامنے سجدہ کرنے والا ہے، پھر وہ بھی کوئی جاہل نہیں، بلکہ وہ شخص جس کے علم کی دنیا میں دھوم ہے، تم جتنا بھی خوش ہو کم ہے!

روحیں - اے قوت والے آقا۔ مبارک! اے جلیل القدر سردار مبارک اے ہمارے مقتدر پادشاہ مبارک!

شیطان ! لیکن اے مملکت تاریکی کی قوتو! اپنا پورا زور لگا دو کوئی دقیقہ ایسا فروگذاشت نہ کرو کہ یہ انسان ہمارا شکار نہ ہو جائے۔

روحیں - اب وہ کہاں جا سکتا ہے؟

شیطان - کہیں نہیں ہمارے پنجہ سے کیا جائے گا؟

(یکایک روشنی ہوتی ہے روحیں غائب ہو جاتی ہیں)

کون؟ اے خاکی انسانوں کو سجدہ کرنے والے تو کہاں؟

(داخل ہوتا ہے فرشتہ)

فرشتہ۔ مردود! یہ کیسے شادیانے ہیں؟
شیطان۔ تیرا مسجود آج مجھ مردود کے قبضہ میں آگیا!
فرشتہ۔ اس کا ہنسنا مبارک ہے جو آخر میں ہنسے! (غائب ہو جاتا ہے)
(روشنی گل ہو جاتی ہے) (پردہ پڑ جاتا ہے)

دوسری مجلس

پہلا نظارہ۔ اخبار قوم پرور کا دفتر

دبیر۔ رات کے تاروں میں کوئی خاص بات تھی؟

ایک ماتحت۔ کچھ نہیں، وہی پرانا قصہ ہے، ہر جگہ احتجاج کے جلسے ہو رہے ہیں۔

دوسرا ماتحت۔ ہوا کا رخ بدلا ہوا ہے، ملک کے بچے بچے کی زبان پر دستوری حکومت کا مطالبہ ہے۔

دبیر۔ بادشاہ کی طرف سے کوئی نیا اعلان ہوا؟

تیسرا ماتحت۔ اب تک نہیں، لیکن ہمارے سیاسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ بادشاہ کے وزراء اس مسئلہ پر غور کر رہے ہیں۔

چوتھا ماتحت۔ اگر اعلان ہوا بھی تو اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ مطلق العنان حکومتیں اپنے اختیارات ذرا مشکل سے چھوڑتی ہیں۔

پہلا ماتحت۔ لیکن اب تو شاید بادشاہ کو بھی احساس ہو گیا ہے کہ موجودہ طرز حکومت کو برقرار رکھنا دشوار ہے۔

دوسرا ماتحت۔ زمانہ کی روش کو کون بدل سکتا ہے؟ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ مرد، عورت، بچے، بوڑھے، سب "دستوری حکومت" کے لئے قربانیاں کرنے کو تیار ہیں۔

دبیر۔ ہاں، درست ہے، جمہوریت زمانہ کی فضا میں اثیر کے لطیف جوہر کی طرح پیوست ہے، تاہم یہ جوش میرے نزدیک پائدار نہیں ہے۔

(داخل ہوتا ہے چپراسی اور چوتھے ماتحت کو ایک تار دیتا ہے اور چلا جاتا ہے)۔

دبیر۔ کوئی خاص اطلاع ہے؟ (ماتحت پڑھتا ہے)

چوتھا ماتحت۔ ہمارے ملک کے مشہور عالم اور فلسفی، علامہ علیم بھی گوشۂ تنہائی سے نکل آئے اور دستوری حکومت کے مجاہرہ میں شریک ہوگئے۔

دبیر۔ کیا علیم؟ ان کو سیاسیات سے کیا واسطہ؟

چوتھا ماتحت۔ انہوں نے اعلان کیا ہے کہ اس وقت وطن اپنے ہر فرزند سے خدمت کی توقع کرتا ہے، لہٰذا وہ مجبور ہوئے ہیں کہ اپنے دارالمطالعہ کے گوشہ کو چھوڑ کر قربانی اور ایثار کے میدان میں آجائیں۔

دبیر۔ کیا خوب! گویا سیاست بھی ایک کھلونا ہے کہ اس سے جو بچہ چاہے کھیل لے۔ علیم کی ساری زندگی کتابوں کی ورق گردانی اور فلسفہ کی ادھیڑبن میں صرف ہوئی ہے انہیں سیاسیات میں کیا کامیابی ہوگی؟

پہلا ماتحت۔ علم السیاست فلسفہ کی ایک شاخ ہے، جو کل پر حاوی ہے اسے جزو کے ادراک میں کیا دقت ہوگی؟

دبیر۔ سیاسیات کا نظریہ دوسری چیز ہے، عملی سیاست دوسری چیز ہے!

دوسرا ماتحت۔ تو کیا آپ علیم کے سیاسیات میں شریک ہونے کے مخالف ہیں؟

دبیر۔ بے شک! آج ہی کے مقالۂ افتتاحیہ میں اس موضوع پر بحث ہوگی۔

تیسرا ماتحت۔ دستوری حکومت کے متعلق بھی ہمارا رویہ صاف نہیں رہا، اس سے اخبار کی اشاعت پر اثر پڑ رہا ہے۔

دبیر۔ مجھے اس کا مطلق خیال نہیں، اگر ضمیر فروشی سے اخبار نے ترقی کی تو کیا فائدہ ہوگا؟ میں کسی دنیوی فائدہ کے لئے اپنے ضمیر کو قربان نہیں کرنا چاہتا۔ ... ... اچھا میں اپنے دفتر میں جاتا ہوں، تھوڑی دیر میں افتتاحیہ تیار ہوگا۔

(جاتا ہے)

(جب وہ چلا جاتا ہے تو ماتحت ایک قہقہہ لگاتے ہیں)

پہلا ماتحت۔ ضمیر، سبحان اللہ!

دوسرا ماتحت۔ ایک زمانہ میں ضمیر کا فرمان یہ تھا کہ دستوری حکومت کے لئے ہر قربانی کم ہے،

تیسرا ماتحت۔ آج یہ مشورہ ہے کہ ذرا سوچ سنبھل کر کام کرنا چاہئے تاکہ ملک میں کوئی فوری تبدیلی پیدا نہ ہو!

چوتھا ماتحت۔ جی ہاں! ضمیر بھی کوئی لوہا ہے کہ ایک ہی شکل پر قائم رہے؟

پہلا ماتحت۔ اور لوہا بھی ہو تو کیا ہے؟ زر بر سر فولاد نہی نرم شود!

دوسرا ماتحت۔ واقعہ یہی ہے جو آپ نے بیان فرمایا۔

تیسرا ماتحت۔ اجی یہ بھی کوئی راز ہے! پادشاہ کا روپیہ کام کر رہا ہے، اس سے دبیر صاحب کے ضمیر کو بڑی تقویت ہے۔

پہلا ماتحت۔ جی ہاں، جس دن سے محکمہ جاسوسی کے سردار سے ملاقات ہوئی ہے، ضمیر نے وہ پلٹا کھایا ہے کہ کایا پلٹ ہو گئی!

دوسرا ماتحت۔ چلئے اب ہماری چھٹی کا وقت آگیا، آدھ گھنٹہ میں دن کا عملہ آجائے گا! (سب اٹھکر جاتے ہیں)

دوسرا نظارہ ۔ ایک معمولی سا کمرہ

(معلم اسود اور علیم گفتگو کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں)

علیم۔ مجھے مطالعہ کے سکوں سے نکال کر سیاسیات کی کشمکش میں لاکر پھنسا دیا، تمہیں معلوم ہے کہ میں اب تک گوشہ نشینی کا عادی تھا، اس زندگی سے مجھے فطرتاً نفرت ہے۔

معلم اسود۔ لیکن پادشاہی کے لئے گوشہ نشینی کی زندگی زینہ نہیں بن سکتی۔

علیم۔ تم بھی عجب ذات شریف ہو! پادشاہی کے خلاف مجاہدہ، میں اس کا لیڈر، اگر جمہوریت کا تا مداعظم ہی پادشاہ بننے کا متمنی ہو، تو جمہوریت کا حشر معلوم۔ پھر یہ تو سوچو کہ میں اگر خود پادشاہ بننا چاہتا ہوں تو مجھے اس طوفان کا مقابلہ کرنا پڑے گا جو میں خود اپنے خلاف کھڑا کر رہا ہوں!

معلم اسود۔ تم اپنی لایعنی تدبیروں کے بھروسہ پر میری ابدی عقل و دانش پر نکتہ چینی نہ کرو۔ میں جو کرتا ہوں اسے اچھی طرح سمجھتا ہوں۔

علیم۔ لیکن تم مجھے میری مرضی کے خلاف پادشاہ نہیں بنا سکتے! اگر تم مجھے پادشاہ بنانا چاہتے ہو تو یہ نہایت ضروری ہے کہ اس میں میرا ارادہ بھی شامل ہو!

معلم اسود۔ سچ ہے، تمہارے ارادہ کے بغیر میں یہ کام کیونکر کر سکتا ہوں۔

علیم۔ اگر تم چاہتے ہو کہ میرا ارادہ تمہاری تدابیر کی تعمیل میں شریک ہو، تو میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ تدابیر کیا ہیں، اور ان کے پس پردہ کیا ہے!

معلم اسود۔ آہ انسان کس قدر بے صبر اور بد عقیدہ ہوتا ہے! تم اپنی تدابیر

سے بادشاہ بن سکتے ہو؟

علیم۔ نہیں۔

معلم اسود۔ تو پھر مجھ پر اعتماد کرو۔

علیم۔ اور اگر تم ناکام ہوتے؟

معلم اسود۔ تو پھر تمہارا کیا گیا؟ وہی دارالمطالعہ کا کمرہ اور فلسفہ کے مسائل اور دوروشاں! اور اگر تم بادشاہ ہو گئے!

علیم۔ اچھا تم مجھ سے کیا کرانا چاہتے ہو؟

معلم اسود۔ جو تم کر رہے ہو، یعنی بادشاہ اور مطلق العنانی کے خلاف تقریر وتحریر، دلائل وبرہان، خطابت واشتعال کے ذریعہ مجاہرہ!

علیم۔ اچھا۔

معلم اسود۔ تمہیں شاید یاد نہیں ہے کہ ایک جلسہ میں تمہیں تقریر کرنی ہے، جاؤ اب دیر ہوتی ہے۔

علیم۔ اچھا۔

معلم اسود۔ اف انسان کس قدر بغاوت سے بھرا ہوا ہے، بادشاہ بھی بننا چاہتا ہے، اور پھر مجھ پر اعتماد نہیں کرتا! خیر اگرچہ اس کی کوتاہ بین نظر بادشاہت تک نہیں پہونچتی لیکن مجھے صاف سامنے نظر آ رہی ہے، میری تدابیر کام کر رہی ہیں علیم اگر بادشاہ نہ ہوا تو میں سازش کرنے سے توبہ کر لوں گا۔

(ملازم داخل ہوتا ہے) کیا ہے؟ (ملازم ایک کارڈ دیتا ہے)

بلالو! (ملازم جاتا ہے، دبیر داخل ہوتا ہے)

آداب عرض!

دبیر۔ آداب عرض۔ (مصافحہ کرتے ہوئے)

معلم اسود۔ تشریف رکھیئے........ بڑی زحمت گوارا فرمائی، آپ کے ہاں
تخلیہ دشوار تھا، اس لیئے آپ کو یہاں تکلیف دی! معاف فرمایئے گا۔
دبیر۔ جناب کیا مضائقہ ہے؟ میں خود حاضر ہو گیا، قدیم نیاز مند ہوں آدھی
رات کو بلا لیجئے، کبھی عذر نہیں ہو سکتا۔
معلم اسود۔ جی ہاں۔ آپ کی عنایت کا مجھے حال معلوم ہے .... باعث
تصدیعہ یہ ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ کل سے آپ کے اخبار میں دستوری حکومت کی
کامل تائید ہو!
دبیر۔ لیکن........
معلم اسود۔ ہاں، لیکن؟ فرمایئے۔ ہم آپ تو پرانے دوست ہیں!
دبیر۔ جی ہاں، خیال یہ تھا کہ اخبار کی حکمت عملی اگر یکایک بدلی تو لوگوں میں
بداعتمادی پیدا ہوگی!
معلم اسود۔ (قہقہہ لگا کر) لوگوں میں بداعتمادی! آپ کل ہی حکومت کے
کسی فعل سے اختلاف کیجئے اور کہیئے کہ اب تو آپ کے دل میں بھی تاب نہیں رہی،
خواہ کسی خطرہ کا مقابلہ کیوں نہ کرنا پڑے، ملک کو چاہیئے کہ ایسی حکومت کا خاتمہ کر دے!
دبیر۔ لیکن حکومت سے کوئی فعل بھی تو سرزد ہو!
معلم اسود۔ یہ میرا کام ہے!
دبیر۔ بہت اچھا، لیکن..........
معلم اسود۔ آپ کا ضمیر؟ اسکی ایک قیمت تو یہ ہوگی کہ کل سے آپ کی اشاعت
دوچند ہو جائے گی۔ اس لیئے کہ آپ وہی کہیں گے جو لوگ چاہتے ہیں۔
دبیر۔ مگر..........
معلم اسود۔ میں جانتا ہوں! یہ کافی نہیں ہے۔ دوسری قیمت یہ ہوگی کہ آپ کے

پاس روزانہ ایک ہزار روپیہ نقد پہنچ جایا کرے گا۔ اب آپ مطمئن ہیں؟

دبیر۔ جی، میں تو ہمیشہ سے آپ کا خادم ہوں۔

معلم اسود۔ لیکن ایک شرط اور ہے۔

دبیر۔ وہ کیا؟

معلم اسود۔ آپ کا کوئی اخبار علامہ علیم کی تعریف اور ان کی قیادت کے اعتراف سے خالی نہ ہو۔

دبیر۔ میں ابھی ان کی سخت مخالفت کر چکا ہوں۔

معلم اسود۔ یہ بھی کوئی عذر ہے؟ یہ کہئیے کہ آپ کی مخالفت ذاتی عناد کی بنا پر نہ تھی، تجربہ نے ثابت کر دیا کہ وہ صحیح راستہ پر تھے اور آپ غلط! اس سے آپ کے خلوص کا سکہ اور بیٹھ جائے گا!

دبیر۔ بہتر ہے، آئندہ سے برابر (افتتاحیہ) علامہ علیم کی شان میں قصیدہ ہوگا!

معلم۔ شاباش!

دبیر۔ اچھا اجازت دیجئے۔

معلم اسود۔ بہتر ہے۔ جائیے اپنا کام کیجئے۔ {دبیر جاتا ہے}

کیسا اچھا پیشہ ہے، اگر مجھے اپنے ضروری کاموں سے فرصت ملتی تو میں ہی اخبار نویسی اختیار کرتا۔ میرے ڈھب کا اخبار نویس مجھ سے دو چار ہاتھ ہی کم رہ جاتا ہے!

{ملازم داخل ہوتا ہے، اور دوسرا کارڈ دیتا ہے}

بلاؤ {چپراسی جاتا ہے، وزیر اعظم داخل ہوتا ہے}

آداب عرض!

وزیر اعظم۔ آداب عرض! مزاج شریف؟

معلم اسود۔ تشریف رکھیے .... میں خود حاضر ہوتا، بادشاہ کے

نائب کو تکلیف دینے کی جرأت نہ کرتا، لیکن قدیم نیاز مندی کے بھروسہ پر یہ بے تکلفی برتی۔ بڑی نوازش ہوئی کہ تشریف لے آئے۔

وزیر اعظم۔ مجھے اپنی سیاسی زندگی کی ابتدا سے آپ کے ساتھ عقیدت ہے، اور آپ کی عنایت ہمیشہ شامل حال رہی ہے، فرمائیے کیا ارشاد ہے؟

معلم اسود۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی حکومت اب نرمی سے کام نہ لے۔ ان جمہوریت اور دستور کے حامیوں سے کسی قسم کی مصالحت نہ کرے۔ اور ان شورش پسندوں کو سخت سزائیں دے۔ جہاں مجمع ہو وہاں اسے بالجبر منتشر کرے اور گولیاں چلانے میں بھی دریغ نہ کرے!

وزیر اعظم۔ لیکن اب تو یہ دشوار ہے، خود بادشاہ بھی مصالحت پر آمادہ ہوئے اور میں خود نرمی و آشتی کا مشورہ دے چکا ہوں۔ ظاہر ہے کہ یہ تحریک ہم سے سختی کے ساتھ نہیں دب سکے گی، اور وطن اور بادشاہ دونوں کے لئے یہی مفید ہے کہ صلح ہو جائے!

معلم اسود۔ آپ کو عملی سیاست سے واسطہ تو پڑا ہے، لیکن آپ دور اندیش نہیں ہیں۔۔۔!۔۔۔۔۔۔۔۔مانا کہ وطن اور بادشاہ دونوں کے لئے صلح مفید ہو، لیکن کیا جمہوری حکومت میں تم وزیر اعظم ہو سکتے ہو؟ تم جو مطلق العنان حکومت کے حامی تھے اور اب دباؤ پڑنے سے جھک رہے ہو، کیا تمہاری مخالفت کو دستور کے حامی بھول جائیں گے؟ کیا تمہاری صلح پسندی سے متاثر ہو کر وہ اپنے قاعدین کو چھوڑ دیں گے؟ وزارت تو درکنار، تمہاری گردن بھی سلامت رہے تو تم خوش قسمت ہو گے۔۔۔۔۔۔۔۔

وزیر اعظم۔ لیکن اگر میں نے سختی کی اور اس کے باوجود تحریک کامیاب ہو گئی؟

معلم اسود۔ اس خطرہ کی قیمت میں دینے کے لئے تیار ہوں، تمہارے نام

سوئٹزرلینڈ میں پرسوں ایک لاکھ روپیہ جمع ہو جائے گا تاکہ تمہیں بھاگنے کا ہر وقت موقعہ رہے۔

وزیر اعظم (علیحدہ) یہ سودا کیا برا ہے؟ میرے عیش میں کسی طرح خلل نہیں پڑتا، وطن نے مجھے کیا دیا کہ میں اس کا خیال کروں؟ بادشاہ سے مجھے کیا غرض.....

معلم اسود۔ کہئیے منظور ہے؟

وزیر اعظم۔ منظور۔ لیکن بادشاہ اور دوسرے وزراء کو میں کیونکر سمجھاؤں گا؟

معلم اسود۔ اگر تم میں اتنی بھی قابلیت نہیں تو تم وزیر اعظم کیونکر بنے؟...... تم دوسرے وزیروں کو تو چھوڑو، بادشاہ کو پرچاؤ۔ اس سے جاکر تخلیہ میں ملو، اور جاکر ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ سیدھا آدمی ہے.......... تمہارے کہنے میں آجائیگا روپیہ کی ضرورت ہو تو میرے پاس آؤ۔ باقی اپنی مکاری پر بھروسہ کرو، وقتاً فوقتاً مجھ سے مشورہ لے لیا کرو!.................. کیا تم بادشاہ جیسے سادہ لوح کو بھی نہیں بہکا سکتے؟ پھر کس برتے پر سیاسی زندگی بسر کرتے ہو؟

وزیر اعظم۔ بہتر ہے، آپ میری قابلیت پر بھروسہ کیجئے۔ آپ کو مایوسی نہ ہوگی۔ اچھا اب اجازت دیجئے۔

معلم اسود۔ بہتر ہے! آپ کا وقت بہت قیمتی ہے اور میں بھی مصروف ہوں پھر ملاقات ہوگی! (وزیر اعظم جاتا ہے)

خاصہ کام کر لیا! لیکن ابھی اور باقی ہے.......... دیکھئے تیسرے بزرگ کب آتے ہیں........ معلوم ہوتا ہے آ گئے، ملازم پھر آ رہا ہے۔

(ملازم داخل ہوتا ہے)

کہو کون صاحب آئے ہیں؟ (ملازم تیسرا کارڈ دیتا ہے معلم اسود پڑھتا ہے) بلالو۔ (ملازم جاتا ہے) خوب ہوا، یہ بھی آ گئے۔ یہ دوسری قسم کا انسان ہے۔ اس سے

دوسری طرح کام لوں گا، آداب عرض، جناب! (صدر داخل ہوتا ہے) میری انتہائی خوش قسمتی ہے کہ "صدر مجلس حامیان دستور" جیسا گراں قدر وطن پرور اور محسن قوم یہاں تشریف لائے .... میری آنکھیں فرش راہ کئیں۔ آپئے تشریف رکھیئے (کھڑا ہوجاتا ہے اور صدر کو صدر میں بٹھاتا ہے)۔

صدر۔ جناب! آپ نے تو مجھے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ سلام کا جواب عرض کردیتا! آپ تو سراپا تواضع ہیں!

معلم۔ جناب کیا ارشاد فرما رہے ہیں؟ خاک پا ہوں! میری یہ قسمت کہاں تھی کہ آپ یہاں تشریف لاتے؟ میں خدمت گرامی میں حاضر ہوکر تشہیر سے بچنا چاہتا تھا، ورنہ یہ جرأت کرتا؟

صدر۔ کیا مضائقہ ہے؟ فرمائیے کیا کام ہے؟ میں ہی حاضر ہوں گا۔ وطن کی خدمت کے لیئے میں ہر قربانی کی ہمت رکھتا ہوں، یہاں آنا تو کوئی بات ہی نہ تھی

معلم۔ (ایک تھیلی نکال کر) یہ دو لاکھ روپیہ کے نوٹ ہیں، یہ تحریک دستور کے سلسلہ میں میری پہلی قسط ہے، میں یہ نہیں چاہتا کہ میرا نام شائع کیا جائے۔

صدر۔ وطن پر آپ کی فیاضی کا ہمیشہ احسان رہے گا!

معلم۔ یہ علیم صاحب کی تحریک تھی، وہ میرے بڑے مخلص دوست ہیں، انھوں نے مجھ پر روشن کردیا کہ اس سے بڑی خدمت اور ممکن نہیں۔

صدر۔ علامہ علیم! ان کے تو وطن پر بڑے احسانات ہیں! اس میں تو کوئی مضائقہ نہیں کہ یہ اعلان کردیا جائے کہ ان کی تحریک پر ان کے ایک دوست نے یہ گراں قدر عطیہ عطا فرمایا ہے؟

معلم۔ کوئی مضائقہ نہیں!

صدر۔ اور اگر آپ ہماری مجلس شوریٰ میں شریک ہوجایا کریں تو ....

معلم۔ مجھے گوشہ نشینی پسند ہے! علیم صاحب کافی ہیں، ان کی اور میری رائے میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔
صدر (علیحدہ) کیسا مخلص اور سچا محب وطن ہے جو شہرت بھی پسند نہیں کرتا!
(معلم سے) جناب! میں نہایت شکرگزار ہوں، کوئی خدمت سپرد فرمائیے تاکہ میں بجالاؤں!
معلم۔ جناب صدر۔ میں اس خدمت کا آپ سے صرف ایک معاوضہ چاہتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے کس قدر قربانی کی ہے؟ میرے پاس لامحدود دولت ہے۔ میں پچاس ہزار روپیہ خدمت گرامی میں صرف خاص کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اسے قبول فرما لیجئے۔ اس درخواست کو رد نہ فرمائیے!
صدر۔ جناب میرے پاس اپنے گزارہ کے لئے کافی ہے، آپ........
معلم۔ آپ اسے قبول فرمالیں تو میرے دل کو تسلی ہوگی اور تحریک وطن کے لئے جتنے روپیہ کی ضرورت ہو، میں اس کا بیشتر حصہ دینے کے لئے تیار ہوں! اگر آپ اس درخواست کو رد فرمائیں گے تو مجھے افسوس ہوگا۔ کاروباری حلقوں سے مجھے واقفیت ہے، آپ کی مالی حالت کا بھی مجھے اندازہ ہے، تکلف نہ کیجئے۔
صدر۔ (علیحدہ) کیا کہوں؟ اسے کیونکر ٹالوں؟ ایسے محب وطن کا دل کیونکر دکھاؤں؟..............
معلم۔ پس و پیش نہ کیجئے۔
صدر۔ شکریہ، لائیے۔ یہ رقم بھی وطن کی خدمت میں صرف ہوگی۔
معلم۔ لیکن یہ میں آپ کو دیتا ہوں! آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں!
صدر۔ شکریہ۔
معلم۔ ایک امر قابل گزارش ہے، وطن کی محبت مجبور کرتی ہے کہ عرض کردوں:

اگر ناگوار خاطر نہ ہو!

صدر۔ فرمایئے۔

معلم۔ میں نے علامہ علیم کی رائے کو ہمیشہ صائب پایا ہے، ان کے مشورہ سے فائدہ اٹھانا تحریک کے لیئے بہت مفید ہوگا!

صدر۔ جی ہاں۔ اس میں کیا شک ہے! یہ بھی کچھ فرمانے کی بات ہے؟ اب اجازت دیجئے۔ مجھے ایک جلسہ میں جانا ہے

معلم۔ بہتر ہے۔ مجھے نیازمند تصور فرمایئے۔ آداب عرض۔

صدر۔ آداب عرض۔ (جاتا ہے)

معلم۔ جال بچھ گیا! بیوقوف انسانو آؤ اور پھنسو!! دعوت عام ہے تباہی بربادی اور مصیبت کی طرف دوڑو! (جاتا ہے)

تیسرا نظارا - دیوان خاص

پادشاہ - زمانہ کس قدر بدل گیا ہے، ایک دن تھا کہ میری رعایا مجھے اپنا سرتاج سمجھتی تھی، آج اس کے سر پر جمہوریت اور دستور کا بھوت سوار ہے! میری عقل حیران ہے، کیا کروں! میں صاف دیکھتا ہوں کہ میرے ملک میں ابھی جمہوریت کی صحیح قابلیت پیدا نہیں ہوئی ہے۔ لیکن پھر بھی میں بے بس ہوں، رائے عامہ کا سیلاب پرانے پرانے شاہی خاندانوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر فنا کر چکا ہے، اب میرے قصر حکومت کی بنیادیں کھوکھلی کر رہا ہے! کاش اس مرض کا کوئی علاج ہوتا! (ایک چوبدار داخل ہو کر مودب کھڑا ہو جاتا ہے) کیا ہے؟

چوبدار - جہاں پناہ - وزیر اعظم شرف ملازمت کے ملتجی ہیں۔

پادشاہ - کہہ دو اجازت ہے (چوبدار جاتا ہے) کیا کسی نئی بغاوت کی اطلاع لایا ہے؟ یا مصالحت کی تجویز سنانا چاہتا ہے؟ کیا مجھے دستبرداری کا مشورہ دینا چاہتا ہے۔ خیر، وہ آ رہا ہے، دیکھوں کیا کہتا ہے۔

(داخل ہوتا ہے وزیر اعظم اور تسلیم بجا لاتا ہے) کہیئے وزیر صاحب!

وزیر اعظم - جہاں پناہ! میں اس وقت وزیر کی حیثیت سے نہیں بلکہ آپ کے ایک ادنےٰ نمک خوار کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حضور اقدس اگر آپ اس نیاز مند کے مشورہ پر عمل فرمائیں تو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پادشاہ - کیا مشورہ ہے؟ دست بردار ہو جاؤں؟

وزیر اعظم - نہیں، حضور اقدس! حکومت کیجئے!

پادشاہ - حکومت کروں ؟ اور کیا کر رہا ہوں ؟

وزیر اعظم - حضور اقدس ! آپ کو معلوم ہے کہ میں اس سے قبل ہمیشہ مصالحت کا مشورہ دیتا رہا ہوں اور اسی کو وطن اور حضور کے لیئے بہتر سمجھتا رہا ہوں !

پادشاہ - ہاں معلوم ہے -

وزیر اعظم - آج اس خادم کا یہ مشورہ ہے کہ حضور کوئی مصالحت نہ کریں یہ شورش پسند اس قابل نہیں ہیں کہ ان کی کسی بات پر اعتماد کیا جائے !

پادشاہ - تمہاری رائے میں اتنی تبدیلی کا کیا سبب ہے ؟

وزیر اعظم - حضور نے علیم کا نام سنا ہوگا ! وہ کم بخت اپنی کتابوں اور گوشہ تنہائی کو چھوڑ کر قائد اعظم بن گیا ہے اور اپنے دور از کار اور نا ممکن العمل فلسفہ اور اقوال سے لوگوں میں حضور والا کے تخت و تاج کے خلاف منافرت پیدا کر رہا ہے - آج ملک میں اس کی حکومت ہے ، حضور کی ....

پادشاہ - صاف کہو - میری حکومت نہیں ہے !

وزیر اعظم - میں اپنی زبان سے یہ کلمہ کیونکر ادا کروں ؟ لیکن حضور ! اُس کی چشم و ابرو کے اشارہ پر تمام ملک عمل کرتا ہے ، اور حضور کے فرمان کی طرف کوئی متوجہ بھی نہیں ہوتا -

پادشاہ - ہاں پھر کیا ہوا ؟

وزیر اعظم - حضور ! اس کا رفیق خاص بھی دستوری حکومت کا طرفدار تھا ، اور اس کا شریک تھا -

پادشاہ - کون ؟

وزیر اعظم - معلا اسود !

پادشاہ - میں نے نام سنا ہے ،

وزیر اعظم۔ جہاں پناہ، اس شخص کو بدبخت شورش پسندوں کے ارادوں کا جب علم ہوا تو ان کے ناپاک ارادوں کی بد اعتدالی سے بد دل ہو کر وہ میرے پاس آیا اور مجھے خطرہ سے آگاہ کیا۔

بادشاہ۔ وہ کیا چاہتا ہے؟

وزیر اعظم۔ حضور والا! میں اسے ساتھ لایا ہوں، میں خود عرض نہیں کر سکتا، آپ خود دریافت فرمالیں۔ ارشاد ہو تو بلالوں۔

بادشاہ۔ بلالو۔ (وزیر اعظم جاتا ہے) دیکھوں یہ شخص کیا خبر لایا ہے۔

(وزیر اعظم اور معلم اسود حاضر ہوتے ہیں معلم تسلیم بجا لاتا ہے)

کہیئے معلم صاحب؟

معلم اسود۔ جہاں پناہ! کاش میں تحریک بغاوت میں شریک نہ ہوا ہوتا کہ حضور کو مجھ پر ایسے اعتماد ہوتا!

بادشاہ۔ کہو۔ مجھے اعتماد ہے۔

معلم اسود۔ باغیوں کا سرگروہ جسے علیم کہتے ہیں میرا دوست ہے، مجھے اپنا ہمدرد سمجھتا ہے! اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ باغیوں کے خبث باطن کی کوئی انتہا نہیں رہی!

بادشاہ۔ کیا بات ہے؟

معلم اسود۔ حضور! باغی ارادہ رکھتے ہیں کہ حضور اقدس کو معزول کردیں اور....

بادشاہ۔ اور..........

معلم اسود۔ حضور۔ اپنی زبان سے کیا عرض کروں؟..............

بادشاہ۔ بےتکلف کاست کہو! اگر تم میرے ہمدرد ہو تو کچھ نہ چھپاؤ!

معلم اسود۔ اُن کا ارادہ ہے کہ جمہوریہ قائم کریں، بادشاہ اپنی تلوار کے قبضہ پر

ہاتھ ڈالتا ہے) ...... اور شاہی خاندان کو جلاوطن کریں .... اور حضور کو پھانسی ....

بادشاہ - (طیش کی حالت میں کھڑا ہو جاتا ہے) بس ! میرے کانوں نے کافی برداشت کر لیا - جب تک میری جان میں جان اور ہاتھ میں تلوار ہے ایسا کبھی نہ ہوگا ! اب ملک میں میں حکومت کروں گا۔ علیم نہیں !

معلم اسود - حضور، وہ اس قابل نہیں ہے کہ زندہ رہے ۔

بادشاہ - بے شک ! وزیر اعظم اسے فوراً گرفتار کر کے حاضر کرو !

معلم اسود - وہ بہت گستاخ ہے ، حضور کو طیش آجائے گا اور تکلیف ہوگی اور ایسے شخص کا زندہ رہنا خطرناک ہے ۔

بادشاہ - تمہارا کیا مشورہ ہے ؟

معلم اسود - حضور یہ حکم صادر فرماویں کہ اسے گرفتار کر کے پھانسی دیدی جائے اب وقت آگیا ہے کہ حضور اپنے جاہ و جلال کا پورا مظاہرہ کریں ....

بادشاہ - ایسا ہی ہوگا - وزیر اعظم اسکی فوراً تعمیل ہو -

وزیر اعظم - حضور بغیر کسی عدالت میں پیشی یا مقدمہ کے ....

بادشاہ - میری زبان قانون ہے اور میرا حکم عدالت ہے ! جاؤ مجھے تنہا چھوڑ دو !

(معلم اسود اور وزیر اعظم جاتے ہیں)

ایک معمولی سا ملانٹا اور بادشاہ کا مقابلہ ! میں مچھر کی طرح پیس دوں گا !

(جاتا ہے)

چوتھا نظارا۔ سڑک

(شہریوں کی چھوٹی چھوٹی ٹولیاں جمع ہو رہی ہیں، اکثر کے ہاتھوں میں اخبارات ہیں اور سب میں غیظ و غضب کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ ایک گروہ سامنے نظر آتا ہے)

1 **ایک شخص**۔ اس حکومت پر لعنت ہو! اس نے ہمارے قائدِ اعظم کو گرفتار کر لیا!

2 **دوسرا شخص**۔ اور بغیر کسی مقدمہ یا سماعت کے حراست میں رکھا ہے۔

3 **تیسرا شخص**۔ افواہ ہے کہ پھانسی دی جائے گی۔

۴ **چوتھا شخص**۔ اگر علیم کے خون کا ایک قطرہ گرا تو اس کے عوض میں بادشاہ کا خون بہانا چاہیئے۔

۵ **پانچواں شخص**۔ اس بزدلی کا انتقام ضرور لینا چاہیئے!

۶ **چھٹا شخص**۔ یہ حکومت کیا ہے؟ قتل و غارت ہے!

۷ **پہلا شخص**۔ بادشاہ کیا ہے قصائی ہے!

(اتنے میں معلم اسود بھاگا ہوا آتا ہے)

معلم اسود۔ شہریو! ہم وطنو! بھائیو! انتقام! انتقام!! علیم پھانسی کے تختہ پر جان توڑ رہا ہے اور تم خاموش ہو! شرم! شرم! کیا تم عورت ہو؟ انتقام! انتقام!! {بھاگتا ہوا جاتا ہے}

(شہری اس کے پیچھے بھاگتے ہیں اور چیختے ہیں انتقام! انتقام!!)

پانچواں نظارہ۔ پھانسی گھر

(تختہ پر علیم کھڑا ہے۔ افسر سامنے کھڑے ہیں۔ پھانسی تیار ہے)

ایک افسر۔ بغاوت کے مجرم تجھے کچھ کہنا ہے؟

(شور و شغب پیدا ہوتا ہے۔ معلم اسود اور ایک مجمع داخل ہو جاتا ہے افسر مبہوت ہو جاتے ہیں)

معلم اسود۔ یہ ہیں ظالم! یہ ہیں قصائی پادشاہ کے خونی کتے! یہ ہیں وطن کی معصوم بھیڑوں کو ذبح کرنے والے۔

مجمع۔ انتقام! انتقام! انتقام!

(افسر تلواریں نکال لیتے ہیں۔ اور گولیاں چلاتے ہیں لیکن مغلوب ہوتے ہیں۔ معلم اسود جا کر علیم کو پھانسی کے تختہ سے اتارتا ہے)

علیم۔ شہریو! بھائیو! شکریہ! تم نے حکومت کی قوت کو توڑ دیا!! اب ہماری فتح ہے، لیکن اس فتح کو آخری درجہ تک پہونچا دو۔

معلم اسود۔ قصر! قصر!! پادشاہ نہ بچ جائے۔ قصائی نہ بچ جائے،

(مجمع قصر کی طرف بھاگتا ہے)

چھٹا نظارا۔ قصر شاہی کا دیوان خاص

(بادشاہ بیٹھا ہوا نظر آتا ہے، مجمع کا شور و شغف سنائی دیتا ہے، ایک چوبدار بھاگا ہوا نظر آتا ہے)

چوبدار۔ حضور! جہاں پناہ!! بچ کر نکل جائیے۔ باغیوں نے قصر پر قبضہ کرلیا اور دیوان خاص کی طرف آرہے ہیں۔

بادشاہ۔ ملازمین اور سپاہیوں کو کیا ہوا؟ وہ کہاں ہیں؟

چوبدار۔ حضور! وفادار کام آئے، بیوفا بھاگ گئے۔

بادشاہ۔ تو بھی بھاگ جا!

چوبدار۔ اور حضور؟

بادشاہ۔ بادشاہ بھاگتے نہیں!

چوبدار۔ تو ان کے نمک خوار ان کے ساتھ جان دیتے ہیں!

بادشاہ۔ وہ آگئے (تلوار کھینچتا ہے) تو تلوار لے آ (چوبدار تلوار لاتا ہے) میرے برابر کھڑا رہ!

(مجمع داخل ہوتا ہے، بادشاہ اور چوبدار لڑتے ہیں، لیکن مغلوب ہوتے ہیں)

معلم اسود۔ قتل کر دو ان قصائیوں کو۔

(ایک شخص آگے بڑھ کر بادشاہ کو قتل کر دیتا ہے)

چوبدار۔ شرم! شرم! اکیلے آدمی پر.......

دوسرا شخص۔ چپ ناپاک کتے۔ (قتل کر دیتا ہے)

معلم اسود۔ شہریو! تمہیں فتح مبارک! یہ موقع ہے اپنے قائد کو اسکی خدمات کا عوض دو
شہری۔ بے شک! بے شک!!
معلم اسود۔ تختہ کا عوض تخت ہے!
شہری۔ بادشاہ علیم زندہ باد!' بادشاہ علیم زندہ باد! بادشاہ علیم زندہ باد!
علیم۔ شکریہ! میری عزیز رعایا! شکریہ!
شہری۔ بادشاہ علیم زندہ باد!

---

(۲)
تیسری مجلس

پہلا نظارہ[۱] - صدر انجمن حامیان دستور کا کمرہ

(کچھ قوم پرست بیٹھے ہوئے مشورہ کر رہے ہیں)

صدر۔ عوام کی ذہنیت پر کیسے اعتبار ہو سکتا ہے، ان میں سوچنے سمجھنے کی قوت ہی نہیں ہوتی! کم بختوں نے سارا کیا کرایا کام تباہ کر دیا۔ ان ناسمجھوں سے کوئی پوچھے کہ پرانے بادشاہ کی جگہ علیم کو مطلق العنان بادشاہ بنا دینے سے انہیں کیا ملا؟ یا دستوری حکومت کی تحریک کو کیا فائدہ پہنچا؟

۱ **ایک قوم پرست۔** عوام کی سمجھ میں افراد و اصول کا امتیاز مشکل سے آتا ہے، ہمیں پرانے بادشاہ کی ذات سے کوئی پرخاش نہ تھی، بلکہ مطلق العنانی کے اصول کی بیخ کنی منظور تھی۔

۲ **دوسرا قوم پرست۔** اگر بادشاہ کی ذات پر بحث کی جائے تو وہ نہایت شریف بلکہ فرشتہ خصلت انسان تھا۔ صرف دقت یہ تھی کہ وہ شب طریقہ حکومت کا دلدادہ تھا اس سے ہمیں نفرت تھی۔

۳ **تیسرا قوم پرست۔** یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ مقتول بادشاہ ایمانداری سے مطلق العنانی کا حامی تھا۔

۴ **چوتھا قوم پرست۔** اسی لئے ہمارے ذہن میں بھی یہ خیال نہ تھا کہ اسے قتل کریں۔ عوام نے اشتعال کی حالت میں اسے قتل کر دیا۔

صدر۔ اور ہمارے علامہ علیم تو شہنشاہیت اور بادشاہت کے ہی خلاف تھے،

۱ **پہلا قوم پرست۔** اور آج وہ خود سر پر تاج رکھے [illegible] سلطنت پر بیٹھا ہے

3 **دوسرا قوم پرست** ۔ اگر کسی شخص کو بے چارگی کے بعد اقتدار مل جائے تو اسے ٹھکرا دینا دشوار ہے !

2 **تیسرا قوم پرست** ۔ جو شخص غیر محدود اقتدار کے خلاف مجاہدہ کر چکا ہو، وہ اگر خود مطلق العنان بن جائے تو اس سے زیادہ کمینہ کون ہوگا ؟

صدر ۔ خیر اب سوچنا یہ چاہیئے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے ۔ واقعات یہ ہیں کہ پرانا بادشاہ قتل ہوا، عوام اس وقت علیم کے خلاف مشکل سے مشتعل ہوں گے اس لیئے کہ وہ تحریک دستور کے قائد اعظم علیم اور بادشاہ علیم میں مشکل سے تمیز کر سکتے ہیں، دوسری حکومتیں علیم کی حکومت کو تسلیم کرلیں گی، اور تحریک دستور کی کامیابی پھر مشتبہ کی مشتبہ ہی رہی ۔ ان مشکلات کا کیونکر مقابلہ کیا جائے ؟

1 **ایک قوم پرست** ۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ مستحکم عہد کر لینا چاہیئے کہ جب تک ملک میں دستوری حکومت قائم نہ ہو جائے گی ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے ۔

صدر ۔ یہ تو ظاہر ہے، کیا یہ ممکن ہے کہ ہم بھی عوام کی طرح اپنے حقیقی مقصد کو بھول جائیں ؟ سوال یہ ہے کہ اس وقت کیا ذرائع استعمال کیئے جائیں ؟

3 **دوسرا قوم پرست** ۔ ہمیں فی الفور مجاہدہ جاری کر دینا چاہیئے ۔ تاکہ دنیا پر واضح ہو جائے کہ ہم اپنے مقصد اعلیٰ کو ہرگز فراموش نہیں کر سکتے !

صدر ۔ لیکن، یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ علیم ہمارا آدمی تھا، اسے عوام نے بادشاہ بنایا ہے، اس نے اب تک کوئی اعلان نہیں کیا، اگر اس نے دستوری حکومت کا وعدہ نہیں کیا ہے تو اس نے مطلق العنانی کو جاری رکھنے کا بھی ارادہ نہیں ظاہر کیا ہے ۔ لہٰذا ہمیں از روئے انصاف اتمام حجت کر لینا چاہیئے تاکہ اگر وہ دستوری حکومت کے نفاذ سے انکار کر دے تو عوام میں اشتعال پیدا کیا جا سکے اور [illegible] احتجاج [illegible] بھی ثابت ہو جائے ۔

۳ تیسرا قوم پرست۔ درست ہے۔

۴ چوتھا قوم پرست۔ لیکن اتمام حجت کی کیا صورت ہے؟

صدر۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی مجلس کا جلسہ عام کریں اور اسکی منظوری سے پادشاہ کی خدمت میں وفد بھیجیں، اس وفد کا مطالبہ یہ ہوگا کہ پادشاہ دستوری حکومت نافذ کر دے۔ اگر علیم نے اسے مان لیا تو اس کے اور وطن دونوں کے لیئے اچھا ہے، ورنہ ہم اپنے مجاہدہ کو جاری رکھ سکیں گے اور ہر سمجھدار آدمی کو ہم سے ہمدردی ہوگی۔

۱ پہلا قوم پرست۔ درست ہے! اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہوسکتی۔ خود علیم کی ایسی پوزیشن ہے کہ وہ انکار نہیں کر سکتا!

صدر۔ اچھی بات ہے، تو انجمن کا جلسہ طلب کروں گا!

دوسرا نظارا۔ قصر شاہی کا ایک کمرہ

(۲)

(پادشاہ علیم اور معلم اسود گفتگو میں مشغول ہیں)

پادشاہ علیم۔ اِس میں شک نہیں کہ تم۔ نے مجھے بیچارگی کے گوشہ سے نکالکر تخت و تاج کا مالک بنا دیا۔ اور تمہارا ایک وعدہ پورا ہو گیا، لیکن ہفت اقلیم کی بادشاہت بذات خود کوئی چیز نہیں ہے، اس لئے کہ مجرد اختیار ایک تلوار کی طرح ہے، تلوار کا استعمال جہاں یا جان کا بچانے والا ہے محض تلوار بر قبضہ کوئی معنی نہیں رکھتا، کچھ مفید نہیں!

معلم اسود۔ دیکھا! کل تاج و تخت کا حصول ناممکن نظر آتا تھا۔ آج بادشاہ بن گئے تو حکومت و اختیار کی کوئی قدر نہ رہی، یہ تمہارا قصور نہیں ہے بلکہ انسان کی فطرت کا قصور ہے کہ اس کا دل صرف ان چیزوں کی قدر کر سکتا ہے جو اس کے پاس نہ ہوں، جو چیز مل جاتی ہے وہ بے قدر ہو جاتی ہے!

علیم۔ میں یہ نہیں کہتا کہ پادشاہی کی قیمت نہیں۔ کوئی قدر نہیں لیکن بادشاہ ایک آلہ ہے، مقصد کچھ اور ہونا چاہئیے۔ ہم سکہ کی قدر اس لئے نہیں کرتے کہ وہ سکہ ہے بلکہ اس لئے کہ اس سے ہم ضرورت کی چیزیں خرید سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر حکومت ہی کو مقصد اعلےٰ بنا لیا جائے تو اس بخیل جیسی کیفیت ہوگی جو روپیہ جمع کرنے کو ہی اپنی زندگی کا نصب العین بنا لے۔

معلم اسود۔ میں سمجھ گیا۔ تم چاہتے ہو کہ حکومت سے فائدہ اٹھاؤ، یہ خیال

بالکل درست ہے، اسے عیش وعشرت کا ذریعہ بنانا چاہیئے، اس لیئے کہ انسان کا مقصد حیات مسرت ہے اور مسرت عیش وعشرت سے حاصل ہوتی ہے۔

علیم۔ یہ تو انسان کی ذہنیت پر منحصر ہے، بعض لوگوں کو عیش وعشرت سے سیری اور سیری سے بد مزگی، اور بد مزگی سے ....

معلم۔ میں سمجھ گیا، لیکن ان لوگوں کو عیش وعشرت کا سلیقہ نہیں ہوتا، ان میں سے بعض تو اپنے تعصبات اور عقائد کی وجہ سے عذاب کے خیال کا شکار ہوتے ہیں، اور اس طرح اپنے عیش کو منغص کر لیتے ہیں، اور بعض اس لایعنی واہمہ یعنی ضمیر سے ڈرتے ہیں، جو لوگ ان قیود سے آزاد ہوتے ہیں ان کا عیش ہی منغص ہونے کے خطرہ سے آزاد ہوتا ہے!

علیم۔ لیکن وہ لوگ جو ان قیود سے آزاد ہوتے ہیں، انہیں بھی اکثر ایسے مصائب میں گرفتار پایا کہ وہ اپنے کیئے پر نادم تھے۔ کیا گناہ کا نتیجہ مصیبت، بیماری رنج وغم نہیں ہیں؟

معلم۔ بیوقوف انسان! مصیبت، بیماری، رنج وغم حماقت اور نالائقی کا نتیجہ ہیں، گناہ کا نہیں! کیا اب بھی تیری بلاغت میں "گناہ" کا لفظ باقی ہے؟ کیا تجھے اب اس خیال سے شرم نہیں آتی کہ تو انسان کے من گھڑت افسانوں کے بھوتوں سے ڈرتا ہے؟

علیم۔ تو کیا تمہارا خیال ہے کہ انسان کو عیش وعشرت میں صحیح مسرت مل سکتی ہے؟

معلم۔ خیال؟ خیال کسے کہتے ہیں؟ عقیدہ بلکہ تجربہ ہے!

علیم۔ تم کس قدر عقلمند ہو! اگر یہ سچ ہے تو تم اپنا دوسرا وعدہ پورا کرو۔

معلم۔ تمہاری ساری عمر کتابوں کے مطالعہ میں بسر ہوئی ہے اس لیئے تم بعض اوقات بچوں کی سی باتیں کرتے ہو۔ کیا عیش [illegible]

کیا تم بادشاہ ہو کر یہ نہیں کر سکتے کہ اپنا وقت رنگ رلیوں میں بسر کرو ؟

علیم۔ لیکن میں محض عیش و عشرت نہیں چاہتا بلکہ محبت بھی چاہتا ہوں !

معلم۔ اے بے وقوف انسان! محبت اور عیش میں دشمنی ہے، محبت ایک تکلیف دہ چیز ہے، تو اسے نہ مانگ!

علیم۔ عیش بغیر محبت کے ایک لایعنی چیز ہے، میں اسے نہیں چاہتا !

معلم! بہت خوب! تو میں جناب کے لئے محبت اور محبوب دونوں پیدا کر لیا اور پھر یہ ذمہ بھی لوں کہ آپ کے تعلقات میں شکر رنجی کی خلش بھی پیدا نہ ہوگی ؟

علیم۔ تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ؟

معلم! میں نے محبت کا وعدہ نہیں کیا ہے، لیکن خیر مجھے تیری ضد منظور ہے! (کھڑا ہو جاتا ہے) اے ازلی روحو! علیم کو وہ نظارا دکھاؤ جو یہ مدت العمر نہ بھولے جو اس کے دل میں محبت اور اس کے دماغ میں نوجوانی کے ولولے اور عیش و عشرت کے ارمان پیدا کر دے۔ علیم تیار ہو جا!

(یکایک تاریکی ہو جاتی ہے، رعد کا شور ہوتا ہے ......

... نظارہ تبدیل ہو جاتا ہے، جب روشنی دوبارہ ہوتی ہے تو ایک باغ نظر آتا ہے اور اس میں چند حسین لڑکیاں رقص کرتی نظر آتی ہیں)

علیم (حیرت سے دیکھتا رہتا ہے، پھر بولتا ہے) جنت! جنت !

معلم۔ خاموش !

(ایک دوشیزہ جو سب میں زیادہ حسین ہے آگے بڑھتی ہے۔ اور اپنا ہار اتار کر علیم کی طرف ہاتھ بڑھاتی ہے، علیم ہار لینا چاہتا ہے کہ یکایک تاریکی ہو جاتی ہے اور وہ نظارہ غائب ہو جاتا ہے، دوبارہ روشنی ہوتی ہے)

معلم۔ نہیں حقیقت!

علیم۔ یہ دوشیزہ کون تھی؟ جو میری طرف بڑھی اور پھر غائب ہوگئی ؟ اے پر اسرار ہستی! تو مجھ سے بچوں کا برتاؤ کرتا ہے!

معلم۔ صبر سے کام لو۔ تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم اس دوشیزہ کو حسین سمجھتے ہو؟

علیم۔ حسین؟ یہ لفظ بہت کمزور ہے، یہ عورت نہیں ہے حور ہے!

معلم۔ تم اس سے محبت کر سکتے ہو؟

علیم۔ محبت؟ اگر میں یونانی ہوتا تو کہتا کہ کیوپڈ نے اپنے تیر کو میرے دل میں پیوست کر دیا!

معلم۔ اگر یہ دوشیزہ تم سے محبت کرے تو تمہیں مسرت حاصل ہو سکتی ہے؟

علیم۔ جنت! اگر یہ دوشیزہ مجھ سے محبت کرنے لگے تو تمہارے باقی دو [illegible] قول بیک وقت پورے ہو جائیں گے۔

معلم۔ اور تم میری کامل اطاعت قبول کر لو گے؟

علیم۔ اگر یہ عورت مجھ سے محبت کرنے لگے تو میں اپنی روح تمہارے حوالہ کر دوں گا۔

معلم۔ ہاتھ لاؤ۔ قول مرداں۔

علیم۔ (ہاتھ دے کر) جان دارد!

معلم۔ (جیب سے ایک دستاویز نکالتا ہے) اس پر دستخط کر دو!

علیم۔ میرے پاس قلم نہیں ہے!

معلم۔ اپنی تلوار کی نوک سے اپنے انگوٹھے میں ذرا سا خراش کر لو۔ اور پھر اپنے انگوٹھے کا نشان لگا دو!

علیم۔ یہ کیا لغو حرکت ہے؟ اس سے کیا فائدہ؟

معلم۔ میں اپنی مصلحت کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اگر [illegible]

چاہیئے ہو تو ایسا کرو، ورنہ ....

علیم - لاؤ دستاویز (انگوٹھے میں خراش کر کے نشان لگاتا ہے)

(یکایک تاریکی ہو جاتی ہے، علیم اور معلم اسود غائب ہو جاتے ہیں کچھ تاریک روحیں رقص کرتی نظر آتی ہیں، پس پردہ معلم اسود کی آواز سنائی دیتی ہے، وہ خود نظر نہیں آتا)

معلم اسود - اے اقلیم تاریکی کی قوتو مبارک، آج عہد نامہ مکمل ہو گیا!

روحیں - مبارک! مبارک!!

(یکایک روشنی ہو جاتی ہے اور فرشتہ ظاہر ہوتا ہے)

فرشتہ - دستاویز پر دستخط ہو گئے لیکن تکمیل کسی اور کے ہاتھ میں ہے!

تیسرا نظارا (۳) - قصر شاہی کا ایک کمرہ

(رضیہ ایک قالین پر آرام سے لیٹی ہے)

رضیہ۔ پادشاہ کا انتقال ہو گیا! پادشاہ ہمیشہ زندہ رہے! میرے شوہر کے قتل نے دنیا میں کیا تبدیلی کی؟ کیا عالم کا کاروبار رک گیا؟ کیا دریا اب نہیں بہتے؟ کیا سمندر میں موجیں نہیں اٹھتیں؟ کیا آسمان پر بادل نہیں آتے؟ کیا اب بارش نہیں ہوگی؟ کیا چاند سورج کی گردش بند ہو جائے گی؟ میں جہاں تک سمجھتی ہوں، بلکہ دیکھتی ہوں، فطرت اپنے اصول پر قائم ہے، دنیا کا قانون بر حال ہے، انسان کی فطرت بھی نہیں بدلی، لوگ اب بھی کھانا کھاتے ہیں، کام کرتے ہیں، جب کوئی امید بر آتی ہے تو خوش ہوتے ہیں۔ جب کوئی نقصان پہونچتا ہے تو رنجیدہ ہوتے ہیں، اور میں .... کیا میں انسان نہیں ہوں؟ کیا میں نے پادشاہ سے قبر تک وفاداری کا عہد باندھا تھا؟ کیا میں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ جب وہ مرے گا تو میں بھی اس کے ساتھ دفن ہو جاؤں گی؟ مجھ سے جیسی بھی نبھ سکی، اسکی زندگی تک نباہ دی، اب میں اپنے آپ کو خاک میں کیوں ملاؤں؟ دنیا اس قدر خوبصورت ہے! حسین ہے! خوش ہے! کہ اسے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا! کیا میں بہتے چشموں، روشن ستاروں، سبز باغوں، خوبصورت پھولوں کو چھوڑ کر قبر کے تاریک گوشہ میں جا چھپوں؟ نہیں، رضیہ سے یہ نہیں ہو سکتا!

[مجھے تو یہ کالے کپڑے بھی اچھے نہیں لگتے! لیکن دنیا کے [illegible] کو پہن رکھے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ایک دھوکے پر قائم ہے۔ اسی [illegible] آتا ہے گویا]

کام لینا پڑتا ہے، اور وہ ظاہر کرنا پڑتا ہے جو ہمارے دلوں میں نہیں ہوتا!

{ داخل ہوتا ہے معلم اسود }

معلم اسود۔ سچ ہے، رضیہ بالکل سچ ہے، ....

رضیہ (چونک کر) کون؟ تم؟ تم جو اکثر.........

معلم اسود۔ ہاں، میں جو ہمیشہ تمہارے خیالات کا مرکز رہتا ہوں!

رضیہ۔ تم کس قدر عجیب ہو؟ کیسے نازک موقعہ پر آتے ہو۔ (کھڑی ہو جاتی ہے) آؤ، میں تمہیں اپنے گلے لگا لوں (معلم اسود ہٹ جاتا ہے) تم اب بھی مجھ سے بیزار ہو؟

معلم اسود۔ میں دنیا سے بیزار ہوں، اور کس سے بیزار نہیں!

رضیہ۔ تمہیں مجھ سے نفرت ہے؟

معلم اسود۔ مجھے کسی سے نفرت نہیں، اور اپنی ذات تک سے نفرت ہے!

رضیہ۔ تم اس وقت غصہ میں ہو؟

معلم۔ مجھے کبھی غصہ نہیں آتا، ورنہ میری تدابیر میں خلل پڑے!

رضیہ۔ تم کس قدر عقل مند ہو؟

معلم۔ میرے اس احساس نے مجھے زمانہ سے برسرِ پیکار کر رکھا ہے، لیکن حقیقت کے احساس کو دماغ سے کیونکر نکال دوں؟

رضیہ۔ تمہیں کسی اور سے محبت ہے؟

معلم۔ اُف، ایک عورت کی زبان کے آگے میں بھی حیران ہو جاتا ہوں!

رضیہ۔ سچ بتاؤ!

معلم۔ ایک چالاک عورت میرے راز بھی معلوم کر لیتی ہے! نہیں رضیہ، مجھے کسی عورت سے جو میں سمجھوں، نہیں ہے۔

رضیہ۔ کیوں ؟
معلم۔ اِس لیئے کہ بہت سی عورتوں کو مجھ سے محبت ہے !
رضیہ۔ تم اسی قابل ہو !
معلم۔ شکریہ !
رضیہ۔ تم ذرا دیر میرے پاس بیٹھ جاؤ !
معلم۔ اِس میں مضائقہ نہیں، لیکن تم ذرا الگ رہو!
رضیہ۔ اگر تم مجھ سے محبت نہیں کر سکتے تو کیا تم میرے دوست بھی نہیں ہو سکتے ؟
معلم۔ یہی کیا کم ہے کہ تم میری دوست ہو؟ ہاں جو کچھ کہو، اُسے میں پورا کر سکتا ہوں۔
رضیہ۔ تمہیں معلوم ہے کہ میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ؟ (بچے حمل)
معلم۔ ہاں معلوم ہے، اور یہ بھی معلوم ہے کہ تمہیں اُس سے محبت نہ تھی۔
رضیہ۔ اس لیئے کہ مجھے تم سے محبت تھی !
معلم۔ ہاں! اور میری وجہ سے ....
رضیہ۔ خاموش میرا راز ظاہر نہ کرو۔
معلم۔ اچھی بات ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ تم میرے کہنے پر عمل کرو۔
رضیہ۔ پہلے تم وعدہ کر لو !
معلم۔ میں یک طرفہ سودا نہیں کرتا !
رضیہ۔ بس ہر وہ کام کرنے کو تیار ہوں جس سے مجھے تمہاری قربت حاصل رہے۔
معلم۔ دیکھو! ہم تم پرانے دوست ہیں، اور ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں، تم جانتی ہو کہ تمہیں مجھ سے محبت نہیں ہے، بلکہ میری قوت اور دولت سے محبت ہے۔ تم حکومت چاہتی ہو اس لیئے میری محبت کا دم بھرتی ہو۔ اس کے بدلہ میں تم کیا دے سکتی ہو؟ صرف ٹوٹی پھوٹی اطاعت کا تحفہ ! (زاہد آتا)

رضیہ۔ اچھا، پھر؟

معلم۔ تم میرے کہنے سے اگر ایک کام کرو، تو قوت اور دولت، اقتدار اور عزت بلکہ ایک بیوقوف انسان کی محبت بھی تمہارے قدموں پر نثار کرنے کو تیار ہوں۔

رضیہ۔ فرمائیے کیا حکم ہے؟

معلم۔ تم ملکہ نہیں؟

رضیہ۔ ہاں!

معلم۔ پھر بننا چاہتی ہو؟

رضیہ۔ کیا ملکہ؟ ایک مرتبہ پھر؟

معلم۔ ہاں!

رضیہ۔ شرط؟

معلم۔ صرف یہ کہ علیم کو، جو تمہاری محبت میں دیوانہ ہے، یہ یقین دلا دو کہ تمہیں اس سے محبت ہے، وہ تمہارے اوپر دل جان سے فدا ہے، اور جان تک دینے کو تیار ہے!

رضیہ۔ یہ کیا دشوار ہے؟

معلم۔ جب ہی تو مجھے تمہاری دوستی پر ناز ہے! اگر تم میرے کہنے پر عمل کرتی رہو تو میں ہزار بار تمہیں ملکہ بنا سکتا ہوں۔

رضیہ۔ اگر بادشاہ بھی تمہیں اپنے ڈھب کے ملتے رہیں!

(معلم اسود جاتا ہے)

ملکہ! تاج و تخت کی شریک! ایک مرتبہ پھر؟ کسے یقین آ سکتا تھا۔

رضیہ اپنی قسمت ۔ ۔ ۔ کر، کہ بادشاہ قتل ہوں یا ملک سے نکالے جائیں، لیکن تیری ۔ ۔ ۔ آتا۔

(معلم اسود پھر داخل ہوتا ہے)

معلم۔ صبر! صبر! یہ یاد رکھو کہ تمہاری طرف سے گرمجوشی کا اظہار نہ ہو! اگر تم نے.........

رضیہ۔ میں اچھی طرح سمجھتی ہوں .... میں بھی عورت ہوں؟ کیا مجھے اتنا بھی نہیں آتا؟

معلم اسود۔ ہاں پھر بھی بتا دینا اچھا ہوتا ہے۔ (جاتا ہے)

(داخل ہوتی ہے خادمہ)

خادمہ۔ بیگم خاصہ تیار ہے!

رضیہ۔ میں نہیں کھاؤں گی مجھے مطلق بھوک نہیں ہے!

خادمہ۔ بیگم آپ نے کئی وقت سے کچھ نہیں کھایا ہے!

رضیہ۔ تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھے کھانے پر آمادہ کرتی ہے؟ تجھے اپنے آقا کے قتل ہونے کا اتنا بھی غم نہیں؟ کیا یہ مناسب ہے کہ سر سے تاج اتر جائے اور میں اسی طرح زہر نگلتی رہوں؟

خادمہ۔ بیگم! اس طرح آپ کی زندگی دشوار ہے!

رضیہ۔ چل نصیحت ہو چکی۔ مجھے تنہا چھوڑ دے (رونے لگتی ہے)

خادمہ۔ خدا اس نیک ملکہ پر رحم کرے (جاتی ہے)

{رضیہ آنکھوں سے رومال ہٹاتی ہے اور ایک لمحہ کو دوسرے کمرہ میں جاکر کچھ شیرینی لاتی ہے اور کھاتی ہے}

چوتھا نظارہ - ایک معمولی سا مکان

[زاہد بیٹھا ہوا اپنی بیٹی رشیدہ سے گفتگو کر رہا ہے]

زاہد - بیٹیا دیکھو، خدا کی ہم پر کیسی رحمت ہو کہ ہم اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔

رشیدہ - سچ ہے، ابا جان۔ ہم کس کس چیز کا شکریہ ادا کر سکتے ہیں؟

زاہد - خدا ہم سے شکریہ کا طالب نہیں ہے۔ وہ تو اپنے بندوں پر اتنی رحمت کرنے والا ہے کہ اسکی رحمت کو صحیح طور پر استعمال کرنا ہی اُس کا شکریہ ہے!

رشیدہ - سچ ہے ابا جان! میں نے بہت سے امیروں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی دولت کو اپنے عیش و عشرت پر خرچ کر دیتے ہیں اور اپنے غریب ہمسایوں کی خبر بھی نہیں لیتے کہ وہ کس حال میں ہیں! انھیں کھا پی کر کیا خوشی ہوتی ہو گی، جب وہ جانتے ہیں کہ ان کی دیوار کے سایہ میں بیٹھا ہوا کوئی بھوکا مر رہا ہے!

زاہد - بیٹی، اُن کا بھی اتنا قصور نہیں، اگر کسی شخص نے مٹھائی نہ کھائی ہو تو وہ اس کی قدر کیا جانے گا؟ جن لوگوں میں خیرات کی عادت نہیں ہے وہ اس کا چسکہ نہیں جانتے۔

(دستک)

کون ہے؟ میں جاتا ہوں۔ ذرا دیکھوں کون ہے (جاتا ہے)

رشیدہ - ابا جان دیر نہ لگائیے گا۔

زاہد - ابھی آتا ہوں۔ (چلا جاتا ہے)

رشیدہ - مجھے ابا جان کے بغیر قرار نہیں پڑتا۔ کون امی جان؟

(داخل ہوتی ہے زاہدہ)

زاہدہ - بیٹی تمہارے ابا جان کہاں ہیں ؟

رشیدہ - باہر گئے ہیں - اے لو وہ آگئے (داخل ہوتا ہے زاہد)

زاہد - اسوقت تمہارے پاس کچھ روپیہ ہے ؟

زاہدہ - ہاں وہی تین روپیہ جو پرسوں کے بچے ہوئے ہیں باقی ہیں !

زاہد - لاؤ مجھے دو (زاہدہ لینے جاتی ہے)

رشیدہ - کیوں ابا جان آپ کو کیا ضرورت ہے ؟

زاہد - بیٹی ! ایک غریب آدمی آیا ہے - اُس کے پاس پہننے کو کپڑے تک نہیں ہیں، جاڑے میں سردی کھاتا ہے !

(زاہدہ آتی ہے)

زاہدہ - یہ لو ! (زاہد لے کر جاتا ہے) رشیدہ، انہیں روپیہ کی کیا ضرورت پیش آگئی -

رشیدہ - ایک بے چارہ غریب جاڑے میں سردی کے مارے اکڑا جاتا ہے اُس کے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے، اُسے دینے گئے ہیں !

زاہدہ - وہ بھوکا تو نہیں ہے ؟ (زاہد واپس آتا ہے)

رشیدہ - ابا جان وہ بھوکا تو نہیں ہے ؟

زاہد - آہ مجھ سے یہ غلطی ہوئی میں نے پوچھا نہیں (پھر جاتا ہے)

زاہدہ - میں جاکر کھانا لے آؤں -

رشیدہ - تیار ہے ؟

زاہدہ - ہاں تیار ہے !

رشیدہ - تو لے آیئے - (زاہدہ جاتی ہے زاہد آتا ہے)

زاہد۔ بیٹی وہ بھوکا ہی ہے!

رشیدہ۔ امی جان کھانا لا رہی ہیں۔ (زاہدہ آتی ہے اور کھانا لاتی ہے)

زاہد۔ لاؤ! (کھانا لے کر جاتا ہے)

رشیدہ۔ امی جان۔ روپیہ تو ختم ہو گئے، اب........

زاہدہ۔ بیٹی خدا دے گا! وہی سب کو دیتا ہے، اب تک دیتا رہا ہے، کیا اب نہ دے گا؟ (زاہد واپس آتا ہے)

زاہد۔ کیا ذکر تھا؟

رشیدہ۔ میں امی جان سے کہہ رہی تھی کہ خرچ تو ختم ہو گیا، اب کیونکر کام چلیگا۔

زاہد۔ (ہنس کر) بیٹی تم اس کی فکر مت کرو! خدا ہماری سب کی خبر گیری کرتا ہے! (دستک) کون؟

آواز۔ میں اندر آ سکتا ہوں؟

زاہد۔ بیٹی تم چلی جاؤ! (جاتی ہے) آئیے، اندر آئیے۔

شخص۔ آپ کا لکھا ہوا افسانہ شائع ہو گیا یہ اسکی اجرت ہے (روپیہ دیتا ہے) پندرہ روپیہ۔

زاہد۔ شکریہ۔

شخص۔ ایک اور اسی قسم کا لکھ دیجئے۔

زاہد۔ بہتر ہے!

شخص۔ اجازت ہے؟

زاہد۔ تشریف لے جایئے گا؟ آداب عرض!

شخص۔ آداب عرض!! (جاتا ہے!) (دستک)

زاہد۔ آیئے۔ (داخل ہوتا ہے معلم اسود)

معلم اسود - آداب عرض!

زاہد! آداب عرض! تشریف رکھیے! کیونکر تکلیف فرمائی؟

معلم اسود - میں نے اس فقیر سے جس کو آپ نے اپنے گھر کا تمام سرمایہ دیدیا ہے (اس لئے کہ اسوقت آپ کے پاس کل تین روپیہ تھے) آپکی سخاوت کا حال سنا۔

زاہد - آپ نے یہ کیونکر معلوم کیا کہ میرے پاس کل تین روپیہ تھے؟

معلم اسود - آپ کے گھر میں جو گفتگو ہو رہی تھی وہ سُن رہا تھا۔ یہ فقیر ایسے ہی ہوتے ہیں، گھروں کے کنسوئے لیتے پھرتے ہیں!

زاہد - خیر آپ مجھے فقیروں سے بدظن نہ کیجئے۔

معلم اسود - نہیں - میرا یہ مقصد نہ تھا معاف کیجئے! تو میں یہ عرض کر رہا تھا، کہ جب میں نے آپ کی سخاوت کا حال سنا تو میرے دل میں آپ کی طرف سے عقیدت پیدا ہوئی

زاہد - اس میں عقیدت کی کیا بات ہے؟

معلم اسود - جی نیک آدمیوں سے عقیدت پیدا ہوتی ہی ہے۔

زاہد! آپ مجھے نیک نہ بتائیے۔ میں بہت گنہگار ہوں!

معلم اسود - (علیحدہ) اگر تم بھی گنہگار ہو تو بے گنہ کون ہے؟ (مخاطب ہوکر) میں چاہتا ہوں کہ ایسے نیک بندہ کی کچھ خدمت کروں!

زاہد - صاحب! آپ میرے مہمان ہیں، لیکن میں آپ کو اسکی اجازت نہیں دے سکتا۔ کہ آپ خواہ مخواہ مجھے نیک بتائیں۔

معلم - جانے دیجئے - خفا نہ ہوجیے - آپ نیک نہ سہی، نیک ہونا اتنی بری بات ہے تو میں نیک سہی - بہرحال میری ایک گزارش ہے، آپ جیسے مخیر انسان سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ میری درخواست کو رد کرے گا!

زاہد - میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

معظم ۔ آپ جیسے بزرگوں کو میں تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔

زاہد۔ مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے!

معظم ۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس خیرات کرنے کے لیے زیادہ روپیہ ہو!

زاہد۔ اُس روپیہ کو آپ خود خیرات کرسکتے ہیں! اسکی کیا ضرورت ہے کہ میں آپ سے خیرات لوں۔ اور پھر اسے خیرات کروں۔

معظم ۔ آپ مجھے اپنی کوئی خدمت نہیں کرنے دیں گے؟

زاہد۔ میں خدمت کے قابل نہیں ہوں!

معظم ۔ آپ کو کسی چیز کی ضرورت ہے؟

زاہد۔ اللہ کی رحمت کی!

معظم ۔ آپ مجھ سے یہ حقیر تحفہ قبول کرلیجئے۔ (روپیہ دیتا ہے)

زاہد۔ آپ میرے اور میرے خدا کے درمیان حائل نہ ہوں! میں جو کچھ بھی کرتا ہوں اُسے پسند یا ناپسند کرنے والا خدا ہے۔ میں آپ سے صاف عرض کردوں تم لوگوں کی یہ عادت بہت ناپسند ہے کہ وہ جسے اپنے زعم باطل میں اچھا سمجھتے ہیں اسے مخدوم بنانا چاہتے ہیں اسکو فقیروں کی طرح اُسے خیرات دیتے ہیں۔

معظم ۔ (عجیب انسان ہے) جناب جانے دیجئے، میرے دوست کا ایک اخبار ہے، آپ اس کے لیے مضامین لکھ دیا کیجئے۔ اس میں کیا قباحت ہے؟

زاہد۔ کچھ نہیں لیکن میں اپنی بساط سے زیادہ کام نہیں کرسکتا، میں پہلے دوسروں سے وعدہ کرچکا ہوں۔

معظم ۔ جناب آپ جیسا انسان میں نے کم دیکھا ہے! اچھا رخصت!

(جاتا ہے)

زاہد۔ اللہ تیرا شکر ہے! اس شخص کی ذات سے میرے دل میں ایک خوف سا پیدا ہوتا تھا! تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ تو نے مجھے اس سے نجات دی۔ میں یہ نہیں جانتا کہ اس میں کیا خرابی ہے، لیکن میرا دل کہتا تھا کہ اس سے ڈر۔! اِس سے بچ! کیا تعجب ہے کہ دل کی آواز تیری ہی آواز ہو! ...

چوتھی مجلس

پہلا نظارہ - ایک پرفضا باغ

{داخل ہوتے ہیں علیم اور معلم اسود}

علیم - اس دن سے تم نے مجھے جو نظارہ دکھایا ہے وہ ہر وقت میرے پیش نظر رہتا ہے، میں ایک لمحہ کے لیے اس حسینہ کی شکل کو نہیں بھول سکتا، اور میرا دل دنیا کے کسی کام میں نہیں لگتا!

معلم - اچھا۔ تو جناب عاشق ہو گئے ہیں! ٹھیک ہے، طالب علم کا گرشتہ تنہائی پائیلم سے تبدیل ہو سکتا ہے تو کوئی سبب نہیں کہ فلسفی کا دماغ حسن و عشق کے صحرا کی بادیہ پیمائی نہ کرے!

علیم - کیا فلسفی انسان نہیں ہوتا؟

معلم - کیوں نہیں! میرا تو ازلی دعویٰ ہے کہ انسان کتنا ہی بڑھ جائے انسان ہی رہتا ہے!

علیم - انسان انسان سے بڑھ کر اور ہو بھی کیا سکتا ہے؟

معلم - خیر اس بحث سے کیا فائدہ؟ آپ اپنے عشق کا ذکر کیجئے۔!

علیم - تم مذاق نہ کرو! یا تو تم مجھے اس حسینہ کی شکل ہی نہ دکھاتے اب میرے دل میں درد پیدا کر کے دوا دینے سے انکار کر دینا ظلم ہے۔

معلم - فرض کر دو وہ حسینہ محض ایک خیالی تصویر ہو؟

علیم - تم نے مجھے محض خیالی تصویر کیوں دکھائی؟ تمہیں اسکو مجسم بنانا پڑے گا!

معلم - بنانا پڑے گا۔ کیا تحکم ہے! کیا لہجہ ہے!

علیم۔ نہیں معاف کرنا۔ تم نے مجھے جو آزادی دے رکھی ہے یہ اس کا نتیجہ ہے،

معلم:۔ یا بادشاہت کے خمار کا اثر ہے؟

علیم:۔ وہ بادشاہت بھی تو تمہارا ہی عطیہ ہے!

معلم:۔ خیر تمہیں اس حسینہ سے محبت ہے؟

علیم:۔ ہاں!

معلم:۔ تو تیار ہو جاؤ! وہ حسینہ آتی ہے۔ دیکھو وہ آ رہی ہے۔

(علیم نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ رضیہ داخل ہوتی ہے)

علیم۔ ہاں وہی ہے! بالکل وہی ہے! میرے دل کی آرزو، میری تمنا کی تصویر مجسم بنکر آ رہی ہے........ معلم! اگر میں اسکی طرف بڑھوں تو یہ غائب تو نہ ہو جائے گی؟ کیا میں اسے چھو سکتا ہوں؟ یہ مجھ سے بولے گی؟

معلم۔ تم عجیب انسان ہو! ذرا صبر سے کام لو۔ بیگم!

رضیہ:۔ آپ لوگ کون ہیں؟ اس زنانہ باغ میں آپ کا کیا کام! آہ! کیا ایک غریب بیوہ کو اپنے گھر میں بھی تنہائی نصیب نہیں ہو سکتی؟

علیم۔ بیگم! کیا آپ.........

رضیہ:۔ جناب میں غیر مردوں سے گفتگو کی عادی نہیں ہوں! میں نے اتنی دیر ٹھہر کر بھی گناہ کیا۔ آپ میرے باغ سے فوراً چلے جائیے!

معلم۔ بیگم ہمیں آپ سے کچھ کہنا ہے!

رضیہ:۔ جناب مجھے کچھ سننے کی مہلت نہیں! آپ چلے جائیے ورنہ میں اپنے ملازموں کو حکم دوں گی کہ آپ سے باغ کو خالی کرالیں!

معلم۔ بیگم! آپ اپنے ملک کے بادشاہ سے گفتگو کر رہی ہیں، اور میں ان کا وزیر ہوں۔!

رضیہ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے گستاخی سے کام لیا۔ لیکن مجھے یہ نہ معلوم تھا کہ بادشاہ اپنے ملک کی غریب بیواؤں کے گھروں پر بغیر اطلاع مہمان ہوتے ہیں!

علیم۔ بیگم! معاف فرمائیے۔ میں سیر کرتا ہوا ادھر آ نکلا۔ اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ یہ آپ کا خاص باغ ہے تو ہم ادھر نہ آتے۔

رضیہ۔ اعلیٰحضرت! میں تو جانتی تھی کہ آپ کو میرے مرحوم شوہر سے (آنکھوں پہ پال رکھی ہے) زیادہ ملک کی حالت معلوم ہے، اور اس بیوہ کے باغ کی سرحد تو صاف نظر آتی ہو۔

علیم۔ بیگم۔ یہ میرا قصور ہے! میں یہ سمجھا تھا کہ یہ شاہی باغوں کی فہرست میں داخل ہے اس لیے کہ.......

رضیہ۔ جی ہاں، میرے شوہر بادشاہ شہید کی وسیع جائداد میں سے صرف یہ گوشہ مجھے عطا ہوا ہے اگر آپکو علم نہ تھا تو کوئی مضائقہ نہیں، لیکن اب تو جناب کو معلوم ہو گیا!

علیم۔ بیگم! آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آپکے شوہر کو میں نے قتل نہیں کیا، نہ میں آپکے شوہر کی سلطنت کا غاصب ہوں۔ بادشاہ رعایا کی رضامندی سے بادشاہ ہوتے ہیں، جیں رعایا نے ان کے مظالم سے تنگ آکر انہیں قتل کیا اسی نے مجھے بادشاہ بنایا۔

بیگم۔ اعلیٰحضرت! آپ میرا دل نہ دکھائیے۔ میں آپ سے کوئی شکایت نہیں کرتی، مجھے تو چرخ کج رفتار سے شکایت ہے جس نے میرا دل توڑ دیا اور اب اس قابل بھی نہ چھوڑا کہ اپنے گھر کی چار دیواری میں جہاں غریب سے غریب کسان بھی بادشاہ ہوتا ہے آزاد رہوں!

علیم۔ بیگم آپ ایسی باتیں نہ کیجئے، ہمیں آپ کے ساتھ ہمدردی ہے اور ہم اسکی ہر ممکن تلافی کر سکتے ہیں!

رضیہ۔ تلافی! کیا آپ میرے مردہ شوہر کو زندہ کر سکتے ہیں؟ آپ تلافی کا نام لے کر اور بھی مجھے ذلیل کرتے ہیں!

علیم۔ بیگم! میں یہ تلافی کر سکتا ہوں کہ اس دل کو جس کے اشارہ پر اس ملک کا ایک ایک فرد نقل و حرکت کرتا ہے آپ کے قدموں پر نثار کردوں!

رضیہ۔ بس۔ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ مجھے آپ کی تشریف آوری کا مقصد معلوم ہوگیا! آپ کو میرے عزیز شوہر کی جان اور ملک چھین لینے سے تسلی نہیں ہوئی اب آپ اس کی بیوہ کو بھی قبضہ میں کرنا چاہتے ہیں......................

آپ یقین رکھیئے کہ یہ بہت دشوار ہے، آپ کے پاس طاقت ہے لیکن میں بھی اپنے اوپر (پستول نکال کر) طاقت رکھتی ہوں۔

(علیم دوڑ کر پستول چھین لیتا ہے)

علیم۔ جائیے بیگم! جائیے! ہم بھی رخصت ہوتے ہیں، آپ ایک مخلص کے دل کو ٹھکراتی ہیں۔ آپ اُس کی جان کو........

رضیہ۔ حضور! بس اب میں نہیں سُن سکتی! (جاتی ہے علیم کچھ دیر دیکھتا رہتا ہے)

علیم۔ آہ سخت دل عورت!

معلم:۔ گھبراؤ مت! میں اس مشکل کو بھی حل کر سکتا ہوں۔

دوسرا نظارا - ایک چھوٹا سا کمرہ (۹)

(چند آدمی بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں، صدر مجلس علمیان دستور بھی موجود ہے)

(۱) **ایک شخص** - پادشاہ علیم نے ہمارے وفد کو کیا جواب دیا؟

صدر - پادشاہ نے کہا کہ دستوری حکومت کے قیام کا مسئلہ زیر غور ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ "ملک کی اہلیت اور قابلیت کے مطابق تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مناسب دستور کا اعلان کیا جائے گا"

(۲) **دوسرا شخص** - یہ اعلان کب ہوگا؟

صدر - پادشاہ نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا۔

(۳) **تیسرا شخص** - وفد نے اس کے متعلق کوئی سوال کیا؟

صدر - ہاں، وفد نے ایک مناسب مدت کے تعین پر اقرار کیا، لیکن پادشاہ نے اس سے انکار کر دیا۔

(۱) **پہلا شخص** - کوئی سبب؟

صدر - پادشاہ نے کہا کہ جب تک وزراء مسند کے تمام پہلوؤں پر غور نہ کر لیں مدت کا تعین نہیں ہو سکتا۔

(۳) **تیسرا شخص** - وفد نے پادشاہ کو یہ یاد دلایا یا نہیں کہ جب تک وہ مجاہرہ کا سوار تھا تو اس کا عقیدہ تھا کہ دستوری حکومت کا جلد سے جلد اعلان کر دیا جائے؟

(۴) **چوتھا شخص** - نیز یہ کہ اس نے اپنی تمام تقریروں میں برابر یہ کہا ہے کہ وہ اس مسئلہ پر غور کر چکا ہے اور ملک دستوری حکومت کے لئے تیار ہے۔

صدر۔ جب وفد نے یہ کہا تو بادشاہ نے کہا، "آپ حضرات کو یاد رکھنا چاہیئے
کہ اس وقت تک میں ایک تحریک کا سردار تھا، اور اب حکومت کی ذمہ داری میرے
شانوں پر ہے، اس وقت مجھے وہ معلومات حاصل ہیں جو اُسوقت نہ تھیں"
۲ پہلا شخص۔ ہاں ٹھیک ہے! جمہوریت کے طالب علم اور بادشاہ علیم میں بہت بڑا فرق ہے!
۱ دوسرا شخص۔ آخر مسئلہ کے وہ کون سے پہلو ہیں جن پر علیم کی حکومت کو غور کرنے کی ضرورت ہے؟
صدر۔ وفد نے اس امر پر زور دیا کہ بادشاہ کے نمائندے ملک کے نمائندوں کو بھی
دیکر ایک جلسہ منعقد کریں اور اس میں ملک کے دستور کے متعلق کوئی فیصلہ کیا جائے۔
۴ چوتھا شخص۔ بادشاہ نے اس کا کیا جواب دیا؟
صدر۔ بادشاہ نے کہا کہ آئندہ دستور کو مرتب کرنے کی قابلیت ان لوگوں میں
ہے جنہیں حکومت کے دشوار مسائل کا تجربہ ہے، غیر سرکاری حلقوں کے نمائندے فوری
جوش میں ایسے قوانین بنانے کا مشورہ دیں گے جو ناممکن العمل اور نقصان رساں ہونگے۔
۳ پہلا شخص۔ الغرض بادشاہ کی مراد یہ ہے کہ وہ جو دستور چاہے گا اپنے وزراء سے نافذ کرا دیگا
۲ دوسرا شخص۔ اور ہم لوگوں کو اس میں چوں و چرا کی گنجائش نہ ہوگی
۱ چوتھا شخص۔ گویا ملک کی قسمت ایک کھلونا ہے، بادشاہ جس طرح چاہے اس سے کھیلے!
صدر۔ بات یہ ہے کہ بادشاہ کو یہ ہرگز منظور نہیں ہے کہ اس کے ہاتھ سے
اختیار کا جزوی حصہ بھی کسی اور کے ہاتھ میں جائے!
۱ پہلا شخص۔ یہ غدار ہمارا سردار تھا!
۴ دوسرا شخص۔ اس سے بڑھ کر وطن کے ساتھ کیا غداری ہوگی؟
۳ تیسرا شخص۔ کیا ہم اس قدر بے حیا ہیں کہ ملک کی قسمت ایسے غدار کے ہاتھ میں چھوڑ دیں؟
۴ چوتھا شخص۔ نہیں! ہم کو اس کا مقابلہ کرنا چاہیئے۔
صدر۔ میرے دوستو! ہم سب ایک دوسرے کو اچھی طرح جانتے ہیں، ہمیں معلوم ہے

کہ ہم میں سے ہر شخص وطن کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے اور اس مقصد کے لئے اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہے۔

سب۔ بے شک!

صدر۔ کیا آپ سب اس بات کا وعدہ کرتے ہیں کہ اسوقت جو کچھ میری زبان سے نکلے گا اس پر اگر عمل نہ بھی ہوگا تو بھی وہ آپ کے سینوں میں مقفل رہے گا؟

سب۔ ضرور!

صدر۔ جو حضرات میری تحریک کو نقصان رساں سمجھیں وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں، انہیں کامل اختیار ہوگا کہ وہ اس میں شریک نہ ہوں، لیکن سب یہ قسم کھائیں کہ وہ اس راز کو افشا نہ کریں گے۔

۱ **پہلا شخص۔** میں خدائے لایزال کو حاضر و ناظر سمجھ کر یہ وعدہ کرتا ہوں۔

۲ **دوسرا شخص۔** میں بھی!

۳ **تیسرا شخص۔** میں بھی!

۴ **چوتھا شخص۔** میں بھی!

صدر۔ میرے دوستو! ہمیں ایک خفیہ مجلس بنانی چاہئے جس کا مقصد یہ ہو کہ اس حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے! اور اس غدار پادشاہ سے انتقام لیا جائے! جو حضرات اس مجلس میں شریک ہو کر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا چاہیں وہ اس مقدس فرض کی انجام دہی کے لیے تیار ہو جائیں۔

۱ **پہلا شخص۔** میں اس خفیہ مجلس کا رکن بنتا ہوں اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک اس کے کسی راز کو فاش نہ کروں گا۔ اور اس کا وفادار رہوں گا۔

۲ **دوسرا۔** اس انجمن کا ہر راز میرے ساتھ قبر میں جائے گا۔

۳ **تیسرا۔** جب میں اپنے خدا کے سامنے جا کر کھڑا ہوں گا، تو اس انجمن کا راز

میرے دل میں محفوظ ہوگا۔

چوتھا شخص۔ دنیا کا سب سے بڑا لالچ اور ظالموں کی سب سے بڑی ایذا رسانی بھی مجھ سے اس راز کو نہ معلوم کر سکے گی۔

صدر۔ میں اگر اس انجمن سے کبھی بغاوت کروں یا اس کا کوئی راز فاش کروں تو خدا میری روح کو ابدی عذاب میں مبتلا کرے! حضرات! ہمارا یہ مقدس اتحاد اب دنیا کے تمام رشتوں سے پائدار ہے! ہماری روحیں اب وطن کو آزاد کرانے کے جذبے سے متحد ہو گئی ہیں، اور اس مقصد عظیم ہی کے کام آئیں گی۔ خدا ہماری مدد کرے!

سب۔ آمین۔

صدر۔ ہمیں علی الاعلان جلسے کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ لہذا آئندہ جلسہ کی دعوت کا کوئی نشان مقرر کر لیا کریں گے۔ اس مرتبہ جب آپ دریا کے تیسرے پل کے پاس داہنے ہاتھ کو تیسرے درخت پر پانچ کا ہندسہ بنا ہوا دیکھیں تو شب کو دس بجے اس مکان میں جمع ہو جائیں۔ ایک شخص دروازہ پر ہوگا، صرف وہی شخص داخل ہو سکے گا جو سلام کے بعد پانچوں انگلیاں پھیلا کر اپنے سینہ پر رکھ لے گا! آج تو صرف اتنا ہی کام ہو سکتا ہے، آئندہ بشرط خیریت مزید کارروائی پر غور ہوگا!

{سب رخصت ہوتے ہیں}

تیسرا نظارہ۔ رضیہ کا پرفضا باغ

{علیم اور رضیہ ساتھ ساتھ داخل ہوتے ہیں}

علیم۔ بیگم، تمہیں خدا نے ملکہ ہی بنایا ہے، تم پیدا ہی اس لئے ہوئی ہو کہ دلوں پر حکومت کرو!

بیگم۔ آپ ہر وقت میری تعریف کرتے رہتے ہیں، میں کس قابل ہوں کہ آپ مجھے ....

علیم۔ پیاری رضیہ! تمہیں اپنی قدر کیا معلوم؟ اگر تم میری نہ ہو جاتیں تو یہ تاج و تخت، ملک و دولت میرے لئے ہیچ تھے!

بیگم۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ جس روز میں باغ میں آپ سے ذرا تلخی کے ساتھ گفتگو کر رہی تھی آپ کی محبت نے میرے دل میں گھر کر لیا تھا۔ میرے دل میں دو متضاد جذبے پیدا ہو رہے تھے، ایک تو آپ سے محبت کا۔ دوسرا اپنے پہلے شوہر کے ساتھ وفاداری کا!

علیم۔ ایک مقتول و شیداول کو ٹوٹنے سے بچا لینا کس کے ساتھ بیوفائی ہے؟

بیگم۔ بات یہ ہے کہ میں نے اس بات کا ارادہ کر لیا تھا کہ اپنی ساری زندگی پہلے بادشاہ کے سوگ میں ختم کر دوں گی، لیکن جب مجھے مختلف ذرائع سے معلوم ہوا کہ آپ میری محبت میں بے قرار ہیں تو میں نے سوچا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک ایسے شخص کی یاد میں جو ہماری محبت سے مستغنی ہے ایک زندہ انسان کی زندگی کو رنج و ملال کی نذر کر دوں! اگر یہ خیال نہ ہوتا تو خواہ آپ کی محبت میں

میری جان پر بن جاتی۔ لیکن اس آگ کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتی۔

علیم۔ رضیہ ایک بات سچ سچ بتا دو!

بیگم۔ فرمایئے؟

علیم۔ تمہیں اپنے پہلے شوہر سے بھی اتنی ہی محبت تھی؟

رضیہ۔ ایک بیکس عورت کے دل کا راز نہ پوچھو! تم اسے معلوم کرکے کیا کروگے؟

پادشاہ۔ نہیں بتا دو! رضیہ

رضیہ۔ مت پوچھو، خدا کے لئے مت پوچھو!

پادشاہ۔ نہیں رضیہ، مجھے بتا دو۔ ہم تم ایک جان دو قالب ہیں۔ لہذا ہمارے درمیان کوئی راز کیوں رہے؟

رضیہ۔ آہ کیسا سخت مطالبہ ہے! کاش تم کبھی نہ پوچھتے! لیکن ایک عورت اپنے خاوند سے کچھ چھپا بھی لے، اپنے دل کے حاکم سے کیونکر چھپا سکتی ہے! اسنو! تمہیں معلوم ہے کہ میرے والد میرے شوہر کے رشتہ میں چچا ہوتے تھے؟

پادشاہ۔ ہاں معلوم ہے!

رضیہ۔ ہماری شادی ہم دونوں کے والدین نے کی تھی! اور ہمارے درمیان کبھی وہ رشتۂ الفت قائم نہیں ہوا جو شادی اور متاہل زندگی کی جان ہے۔ میرے دل میں اپنے شوہر کی محبت نہیں تھی، میں ان کی قدر کرتی تھی۔ ان سے وفاداری کو اپنا مذہب جانتی تھی، ان کو اچھا سمجھتی تھی۔ ان کی اطاعت کرتی تھی ... لیکن محبت میرے اختیار میں نہ تھی!

پادشاہ۔ تو تمہارے لئے دنیا دوزخ ہوگی!

رضیہ۔ جنت کیونکر ہوسکتی تھی؟

پادشاہ۔ مظلوم رضیہ! اچھا، ایک بات اور سچ سچ بتا دو! تمہیں مجھ سے

محبت ہے ؟

رضیہ۔ آہ! ایک مرد کا دل اپنی فتح کے افسانہ کو بار بار سننا چاہتا ہے! میں تم سے کتنی مرتبہ کہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے ؟

پادشاہ۔ تمہارے ان فقروں میں میرے لیئے جنت کا سرور ہے!

رضیہ۔ پیارے علیم! میں تمہیں ایک راز بتانا چاہتی ہوں ... خدا کے لئے مجھ سے نفرت نہ کرنا

پادشاہ۔ نہیں پیاری رضیہ، بتاؤ، وہ راز کیا ہے ؟

رضیہ۔ اپنے پہلے شوہر کے عہد حکومت میں، ایک مرتبہ، میں نے تمہارے حیرت انگیز علم کی شہرت سنی، مجھے معلوم ہوا کہ دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں ہے جس پر تمہیں دسترس نہ ہو۔ میرے دل میں یہ جذبہ پیدا ہوا کہ تمہیں دیکھوں ...... ایک مرتبہ میری سواری شہر میں سے جا رہی تھی۔ تم بازار میں ایک طرف سے گزر رہے تھے کسی خیال میں ایسے محو تھے کہ تم نے کسی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا، میری ایک سہیلی نے مجھے بتایا کہ "یہ ہیں علامہ علیم!" میں نے جب تمہیں دیکھا تو میرا دل اچھلنے لگا اور میں نے پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ محبت کسے کہتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے ہر چند تمہیں اپنے دل سے نکالنا چاہا۔ لیکن تم .... ہاں تم، جو اب میرے پاس ہو، میرے دل سے نہ نکلے! میں اکثر خوابوں میں تمہیں دیکھتی تھی، اور تمہاری محبت ہی وہ راز تھا جو میرے دل میں مقفل رہا اور کسی نے اسے معلوم نہ کر پایا۔ آج تم پہلے انسان ہو جس سے میں یہ واقعہ بیان کر رہی ہوں ...... ٹھیرو، مجھے پورا قصہ بیان کر لینے دو، میں نے اسی رات کو، جس کے دوسرے دن میں نے تمہیں باغ میں دیکھا خواب میں دیکھا کہ تم میرے پاس آئے اور کہہ رہے ہو کہ بس، اب مصیبت کے دن ختم ہو گئے، تم میرے ساتھ چلو! میری آنکھ کھل گئی، دوسرے روز تم سچ مچ میرے پاس پہونچ گئے! مجھے اپنی آنکھوں پر اعتبار نہ آیا، اور چونکہ میں اپنے جذبات تم پر ظاہر کرنا نہ چاہتی تھی

لہٰذا میں نے وہ رویہ اختیار کیا جس کے تم مجھے اب تک طعنے دیتے ہو تاکہ میری زبان سے کمزوری کے عالم میں کوئی بات نہ نکل جائے!

بادشاہ ۔ رضیہ! پیاری رضیہ! اب ہمیں دنیا میں کوئی چیز علیحدہ نہیں کر سکتی!

رضیہ ۔ تم علیحدگی کا نام بھی نہ لو ۔ اس تصور سے میرا دل کانپا جاتا ہے ۔

بادشاہ ۔ اچھا چلو، تمہیں اس وقت آرام کرنا چاہیئے ۔

چوتھا نظارا - زاہد کی خوابگاہ

(زاہد پلنگ پر لیٹا ہوا نظر آتا ہے، شیطان داخل ہوتا ہے، اس کے ہاتھ میں آگ کی ایک زنجیر ہے، جو اس کے شانے پر پڑی ہے، ایک طرف علیم اپنا پرانا لباس پہنے ہوئے کھڑا ہے آتا ہے، شیطان اپنی جیب سے ایک تاج نکالتا ہے دوسرے ہاتھ سے ایک عورت کا چھوٹا سا مجسمہ نکالتا ہے ان دونوں کو دکھا کر علیم کو اپنی طرف اشارہ سے بلاتا ہے...... علیم اس کی طرف آتا ہے، وہ اس کے سر پر تاج رکھتا ہے اور مجسمہ...... اس کے ہاتھ میں دیتا ہے، لیکن وہ چھوٹ پڑتا ہے اس کے بعد اسے زنجیر میں باندھ کر لے جاتا ہے..... پھر روشنی ہو جاتی ہے اور ایک فرشتہ داخل ہوتا ہے)

فرشتہ - زاہد اٹھ۔ اس انسان کو شیطان کے پنجہ سے بچا! خدا نے یہ کام تیرے سپرد کیا ہے۔ (غائب ہو جاتا ہے)

(روشنی مدہم ہو جاتی ہے، زاہد چونک کر کھڑا ہو جاتا ہے)

زاہد - یہ کیسا خواب تھا؟ یہ خواب نہیں ہو سکتا، یہ خدا کی آواز ہے...... یہ شخص جو شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہے، میرا سے بچاتا ہوں۔ یہ پادشاہ ہے،...... میرے اوپر فرض ہے کہ اسے کسی طرح بچاؤں۔

(۸) پانچواں نظارا - رضیہ کے قصر کا ایک کمرہ

(رضیہ اپنے کمرہ میں بیٹھی ہوئی ہے، داخل ہوتی ہے ایک خادمہ)

خادمہ - بیگم، وہ شخص جن کو آپ نے ملنے کی اجازت دی تھی آئے ہیں،

رضیہ - بلالو۔ (خادمہ جاتی ہے، داخل ہوتا ہے صدر مجلس حامیان دستور)

صدر - بیگم! آداب عرض!

بیگم - آیئے صدر صاحب۔ تشریف رکھیے! فرمایئے کیا ارشاد ہے؟

صدر - بیگم! آپ کو معلوم ہے کہ اسوقت ملک کی کیا حالت ہے؟

بیگم - ہاں معلوم ہے! جدید بادشاہ کے حسن انتظام سے ہر کس و ناکس خوش ہے!

صدر - بیگم یہ حالت نہیں ہے، یہ کہیے کہ جدید بادشاہ سے ہر کس و ناکس ناخوش ہے

بیگم - کیا رعایا کا خود بنایا ہوا بادشاہ ہر دلعزیز نہیں ہے؟ کیا میرے پہلے شوہر کا خون ناحق بہایا گیا - صدر صاحب! آپ کا اندازہ غلط ہے!

صدر - بیگم، آپ کو معلوم ہے کہ رعایا کو بادشاہ سے پرخاش نہ تھی؟ بلکہ وہ وطن میں دستوری حکومت چاہتی تھی؟ رعایا نے بادشاہ علیم کو جس امید پر بادشاہ بنایا تھا وہ امید پوری نہیں ہوئی!

بیگم - پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟

صدر - آپ کی امداد!

بیگم - کس معاملہ میں؟

صدر۔ بادشاہ سے کو مشورہ دیجئے کہ وہ دستوری حکومت قائم کریں۔

بیگم۔ اور خود حکومت سے مستعفی ہو جائیں؟ یہ نہیں ہو سکتا!

صدر۔ نہیں بیگم! بلکہ اپنی حکومت کو استوار کر لیں!

رضیہ۔ کیونکر؟

صدر۔ رعایا کو خوش کر کے!

رضیہ۔ فرض کیجئے کہ وہ اس پر تیار نہ ہوں؟

صدر۔ تو پھر آپ اور وہ دونوں تخت بلکہ جان سے بھی ہاتھ دھو لیں!

رضیہ۔ کیا کہتے ہو؟ اتنی جرأت! یہ گستاخی!

صدر۔ ملکہ! یہ گستاخی نہیں ہے، یہ دوستانہ مشورہ ہے! آپکے شوہر کو جس قوت نے بادشاہ بنایا ہے وہی قوت اُن کے تخت کو چھین بھی سکتی ہے! رعایا کا مزاج اب بدل رہا ہے!

رضیہ۔ اور کوئی صورت نہیں؟

صدر۔ بیگم، سنیئے! آپ ٹھنڈے دل سے سن لیجئے۔ اگر آپ رعایا کی طرف دار ہو جائیں تو وہ اس احسان کو بھولنے والی نہیں ہے!

رضیہ۔ کیا مطلب؟

صدر۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو صفائی بہت پسند ہے! اگر آپ بادشاہ کو دستور کے راستہ میں سے ہٹا دیں تو آپ اس ملک کی ملکہ ہو سکتی ہیں؟

رضیہ۔ اپنا مطلب ذرا واضح الفاظ میں بیان کرو۔

صدر۔ میں تو اپنی جان پر کھیل کر آیا ہوں (پستول نکال کر) یہ لیجئے، آپ اسی جگہ مجھے قتل کر سکتی ہیں۔ لیکن سنیئے! اگر آپ بادشاہ کو قتل کر دیں تو ہم آپ کو اپنا حکمران بنا لیں، بشرطیکہ آپ دستوری حکومت کا نفاذ کر دیں!

رضیہ۔ بادشاہ کو قتل ؟

صدر۔ ہاں، بادشاہ کو قتل، دنیا آپ کو کچھ نہیں کہے گی، آپ مجھے اس الزام سے متہم کر دیں۔ میں لکھ کر دے دوں کہ میں بادشاہ کو قتل کرنے آیا ہوں ؟

رضیہ۔ تم بڑے نڈر انسان ہو! تمہیں اپنی جان کا خوف نہیں ؟

صدر۔ ملکہ! اس وقت ملک میں دس ہزار آدمی اسی ارادہ و قوت کے ساتھ جان دے دینے کو تیار ہیں!

ملکہ۔ (علیحدہ) اگر جوش کا یہ عالم ہے، اور ان حامیان دستور کا یہ نمونہ ہے جو مجھ سے گفتگو کر رہا ہے تو بادشاہ کی خیر نہیں ...... لہٰذا میں کیوں نہ طلوع ہونے والے آفتاب کی پرستش کروں ؟ مجھے ڈوبتے ہوئے چاند کا ساتھ دینے سے کیا فائدہ ؟ جب میں نے ہر کام قوت کے لئے کیا ہے تو میں حکمرانی کو محض اس ذرا سے ضمیر کے لئے کیوں چھوڑ دوں ؟ (صدر سے) صدر صاحب! میں آپ کے قول پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں!

صدر۔ کیوں ؟

ملکہ۔ کیا میں اپنے شوہر کے لئے .... جان دینا نہیں تو جان لینا بھی نہیں جانتی ؟ لو تیار ہو جاؤ۔ (صدر سینہ کھول دیتا ہے)

(ملکہ پستول پھینک دیتی ہے) بس میں نے امتحان لے لیا۔ مجھے تمہارے ملک اور تاج کی پرواہ نہیں، لیکن میں اپنے پہلے شوہر اور ملک کے لئے اپنی جان خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہوں! خدا حافظ .... (صدر جاتا ہے) نہیں ٹھہریئے۔ (صدر واپس آتا ہے) بادشاہ کے آنے کا وقت ہے، آپ اس پردے کے پیچھے چھپ جائیے تاکہ اگر مجھ سے بادشاہ قابو میں نہ آئے تو آپ میری مدد کریں۔

صدر۔ اچھا۔

[ایک پردہ کے پیچھے چھپ جاتا ہے]

(دوسری طرف سے دروازہ کھلتا ہے اور بادشاہ داخل ہوتا ہے)

رضیہ۔ آؤ، میرے پیارے علیم آؤ، میں تمہارا انتظار کر رہی تھی!

بادشاہ۔ میں بھی، پیاری رضیہ، تمہاری فرقت میں بے قرار تھا۔ (آگے بڑھتا ہے، گویا رضیہ کو گلے لگانا چاہتا ہے، لیکن اس کے ہاتھ پکڑ لیتا ہے، اور پستول والا ہاتھ باہر نکال کر) لیکن پیاری رضیہ یہ کیا ہے؟

رضیہ۔ اف! تم کس زور سے میرا ہاتھ پکڑتے ہو؟ تمہیں رحم نہیں آتا! مجھے اس پردہ کے پیچھے کچھ آہٹ معلوم ہوئی تھی۔

بادشاہ۔ (پستول چھین کر) خاموش ملعون عورت! جب تو اس پردہ میں چھپنے والے سے گفتگو کر رہی تھی تو میں دروازہ کے پاس کھڑا ایک ایک حرف سن رہا تھا.... .... صدر صاحب نکل آیئے!

(صدر نکلتا ہے اور نکلتے ہی فائر کرتا ہے، بادشاہ کی انگلی میں چوٹ لگتی ہے، اس کا پستول گر پڑتا ہے، صدر دوسرا فائر کرتا ہے وہ خالی جاتا ہے، پیچھے سے معظم اسود اس کا پستول چھین لیتا ہے، بادشاہ سیٹی بجاتا ہے، افسر داخل ہوتے ہیں)

انہیں گرفتار کر لو!

(گرفتار کر کے لے جاتے ہیں)

میرے محسن تم نے میری جان بچا لی!

پانچویں مجلس

پہلا نظارا — شاہی قصر کا ایک کمرہ

علیم — آہ، سلطنت ملی، لیکن کس کام کی؟ ایک لمحہ ایسا نہیں گزرتا جس میں مجھے تشویش نہ رہتی ہو! یہ کم بخت شورش پسند چاہتے ہیں کہ میں مستعفی ہو جاؤں اور سارا اختیار ان کے ہاتھوں میں دیدوں! میں نے سلطنت کو اپنی روح کی قیمت میں پایا ہے، یہ ایسی ارزاں چیز نہیں ہے جو یوں ہی دے دوں، اگر خدا کوئی چیز ہے تو میں نے اس سلطنت کے عوض ابدی لعنت خریدی ہے، پھر میں ایسی چیز کو بغیر ایک سخت اور آخری جد و جہد کے کیونکر چھوڑ سکتا ہوں؟ یہ سچ ہے کہ تاریخ مجھے غدار بتائے گی اور میرا نام ان لوگوں کی فہرست میں لکھا جائے گا جنہوں نے اپنے ملک اور اپنی قوم کو دھوکا دیا، لیکن کیا یہ خیال مجھے اپنی روح کی قیمت وصول کرنے سے روک سکتا ہے؟ مگر ایک تشویش ہو تو اس کا علاج سوچوں، خود میری زندگی خطرہ میں ہے! ... یہ لوگ جو قصر میں آکر خود میری ملکہ کو میرے خلاف سازش میں شریک کر سکتے ہیں، جو اس قدر بے خوف ہیں کہ اپنی جان کو اپنے مقصد پر قربان کر دینا مذاق سمجھتے ہیں ... اگر مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو کیا حیرت ہے! میں زندہ ہوں لیکن ہر لحظہ مرنے کا مزا چکھتا ہوں، مجھے ہر در و دیوار میں قاتل پوشیدہ نظر آتے ہیں، اور کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر مجھے اعتماد ہو۔ اگر میرے کھانے میں زہر ملا دیا جائے تو کیا تعجب ہے؟ اگر میرے محافظ خود مجھے قتل کر دیں تو کیا حیرت ہے۔ میں کھانا کھاتا ہوں تو ہر لقمہ پر یہ سمجھتا ہوں کہ شاید دوسرا لقمہ کھانے کی نوبت نہ آئے، اور پانی پیتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ شاید اس کے بعد کبھی پانی پینا نصیب نہ ہو!

اس کے علاوہ موت اگر محض زندگی کے خاتمہ کا نام ہوتیں زندگی کے ختم ہو جانے سے نہیں ڈرتا........ لیکن انتہائی فلسفہ اور دہریت کے باوجود میرے دل سے یہ خیال نہیں جاتا کہ زندگی کو موت ختم نہیں کرتی بلکہ موت ایک اور زندگی کا آغاز ہے، اگر یہ ہوا تو اسے علیم تیرا سودا کس قدر برا ہے۔ کاش میں اپنے دارالمطالعہ کی حد سے کبھی نہ نکلتا، کہ میری جان ان مصیبتوں میں نہ پھنستی، میں پادشاہ ہوں لیکن میں وہ سکون نہیں خرید سکتا جو غریب سے غریب کسان کو میسر ہوتا ہے، وہ کھانا کھاتا ہے یا پانی پیتا ہے تو اسے زہر کا ڈر نہیں ہوتا، اور اسے ہر قدم پر موت نظر نہیں آتی........ سلطنت کے علاوہ مجھے محبت کی خواہش ہوتی تھی لیکن افسوس! یہ داستان اس قدر المناک ہے کہ میں اسے اپنے دماغ سے نکال دینا چاہتا ہوں........ (چوبدار داخل ہوتا ہے) کیوں کیا ہے؟

چوبدار۔ جہاں پناہ، ایک شخص زاہد نامی آپ سے ملاقات کے طالب ہیں۔

پادشاہ۔ ہاں میں بھول ہی گیا تھا کہ میں نے اس شخص سے ملنے کا وعدہ کیا تھا اور آج کا وقت دیا تھا۔ بلا لو۔ (چوبدار جاتا ہے) میرے محکمۂ جاسوسی کی اطلاع ہے کہ یہ شخص نیک طینت اور پارسا ہے، خیرات بہت کرتا ہے، ایسے لوگ نے مجھ سے ملنا چھوڑ دیا ہے، دیکھوں اسے یہاں کیا غرض لائی ہے (داخل ہوتا ہے زاہد)

زاہد۔ خدا پادشاہ کو سلامت رکھے!

پادشاہ۔ (خاموش رہتا ہے) آپ کے مزاج میں بہت سرکشی معلوم ہوتی ہے! آپ "تسلیم" نہیں بجا لاتے؟

زاہد۔ میں گستاخ نہیں ہوں۔ اور میرا "تسلیم" بجا لانا گستاخی پر مبنی نہیں ہے۔

پادشاہ۔ پھر اس کے کیا معنی ہیں؟

زاہد۔ میرا عہد ہے کہ میرا سر خدا کے علاوہ کسی کے سامنے نہیں جھکے گا خدا کی عزت کرنی

بندہ کی گستاخی نہیں ہے!

پادشاہ - خیر، میں تسلیم پرزور نہیں دیتا۔ اگر آپ اپنے عہد کی وجہ سے مجبور ہیں تو میں آپ سے بدعہدی نہیں کرانا چاہتا۔ لیکن آپ کی تشریف آوری کا کیا سبب ہے؟

زاہد - میں آپ کو بچانے کے لیے آیا ہوں!

پادشاہ - مجھے بچانے کے لیے؟ کیا شہر میں بغاوت ہوگئی؟

زاہد - نہیں، میں آپ کی روح کو بچانے کے لیے آیا ہوں۔

پادشاہ - میری روح کو بچانے کے لیے؟ اپنا مقصد ذرا واضح الفاظ میں بیان کیجئے

زاہد - میں نے ایک خواب دیکھا ہے، جسے میں معمولی خواب نہیں سمجھتا۔ میں اسے خدا کی آواز سمجھتا ہوں۔ مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ کو شیطان کے پنجہ سے بچاؤں۔

پادشاہ - مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک نیک انسان ہیں لیکن خدا، شیطان، مذہب وغیرہ میرے لغت سے خارج ہیں۔

زاہد - یہ اس کا ثبوت ہے کہ آپ آسانی کے ساتھ شیطان کے قبضہ میں آسکتے ہیں، لیکن آسکتے ہیں تو بے معنی لفظ ہے، آپ شیطان کے قبضہ میں ہیں!

پادشاہ - مجھے آپ کی نیکی پر رحم آتا ہے، ورنہ آپ کو اس گستاخی کی سزا ملتی۔

زاہد - حقیقت کا اظہار گستاخی نہیں ہے، سچی بات کڑوی ہوتی ہے۔ لیکن اس کا اظہار اکثر سچی ہمدردی پر مبنی ہوتا ہے۔

پادشاہ - آپ میرے شیطان کے قبضہ میں ہونے کو ایک حقیقت سمجھتے ہیں؟

زاہد - بے شک۔

پادشاہ - کیونکر؟

زاہد - اس لیے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ شیطان آپ کو تخت اور عورت کا

لالچ دے کر گرفتار کر چکا ہے، اور مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ آپ کو بچاؤں!

پادشاہ۔ فرض کیجئے کہ آپ کا خواب جھوٹا ہو!

زاہد۔ یہ ناممکن ہے! میرے خدا کا بھیجا ہوا فرشتہ جھوٹا نہیں ہو سکتا!

پادشاہ۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ کا فرشتہ جھوٹا ہے، میں شیطان کے قبضے میں نہیں ہوں۔

زاہد۔ آپ کو تخت کیونکر ملا؟ اور رضیہ سے آپ کی شادی کیونکر ہوئی؟

پادشاہ۔ ان باتوں سے آپ کو کیا واسطہ؟

زاہد۔ دیکھئے میں طبیب ہوں، آپ کی روح مریض ہے، آپ کو اپنے مرض کا حال چھپانا نہیں چاہئے۔ ...... آپ ایمانداری سے بتائیے کہ آپ کے دل کو سکون حاصل ہے؟

پادشاہ۔ اس سوال سے آپ کو کیا فائدہ؟

زاہد۔ شیطان کی دی ہوئی چیز سے ہمیشہ بد اطمینانی نصیب ہوتی ہے، سکون صرف خدا دے سکتا ہے، اگر آپ کی سلطنت اور آپ کی بیگم آپ کے لئے بدسکونی کا باعث ہوئی ہیں تو یہ چیزیں آپ کو خدا نے نہیں دیں، اس کے علاوہ آپ غور کیجئے کہ کیا سلطنت آپ کو ایمانداری کے ذریعہ نصیب ہوئی ہے؟ (کیا رعایا کی حمایت آپ نے خود مطلق العنان پادشاہ بننے کی غرض سے نہیں کی تھی؟ کیا آپ نے اس رعایا کے مطالبہ کو بے اعتنائی اور بے وفائی کی ٹھوکر سے نہیں ٹھکرایا جس نے آپ کو تاج دیا تھا) کیا آپ خود حریت اور جمہوریت کے طرفدار نہیں تھے، پھر اب مطلق العنانی کا کیا سبب ہے؟ پھر، رضیہ بیگم کے ساتھ محبت کا حال سنئے! آپ بتائیے کہ اگر ان کی محبت سچی ہوتی (اس لئے کہ وہ محبت جو خدا کا عطیہ ہو، جھوٹی نہیں ہو سکتی) تو کیا وہ آپ کے خلاف سازش میں شریک ہو سکتی تھیں؟ میں ہزاروں علامتوں کی ایک علامت آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ آپ کا دل خوش نہیں ہے۔ اور اگر آپ سے ہو سکے تو آپ پھر وہی علیم بن جائیں جو اپنے دار المطالعہ میں خاموشی

کی زندگی لبسر کرتا تھا۔

بادشاہ۔ کیا خدا محض ایک واہمہ نہیں ہے؟

زاہد۔ خدا ایک واہمہ ہے؟ ہم سب واہمے ہیں، خدا حقیقت ہے۔

بادشاہ۔ یہ ایک لایعنی سی بات ہے، اس کا کیا ثبوت ہے کہ خدا کا وجود ہے؟

زاہد۔ اس کا کیا ثبوت ہے کہ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں؟

بادشاہ۔ میں آپ کو یہاں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں!

زاہد۔ میں خدا کو ہر چیز میں دیکھتا ہوں، انہی کا جلوہ ہر طرف نظر آتا ہے، آپ مجھے ایک جگہ دیکھتے ہیں تو یہ اس کا ثبوت ہے کہ میں آپ کے سامنے بیٹھا ہوں، ہم اپنے آدمیوں کو خدا ہر جگہ نظر آتا ہے تو اس سے کچھ ثابت نہیں ہوتا؟

بادشاہ۔ یہ آپ کا واہمہ ہے!

زاہد۔ اگر ہمارے احساس ہمیں دھوکا دے سکتے ہیں، تو دنیا کی ہر چیز واہمہ ہے۔

بادشاہ۔ ہمارے احساس کا عمل صرف محسوس چیزوں تک محدود ہوتا ہے کیا خدا بھی محسوسات میں داخل ہے؟

زاہد۔ خدا سرچشمۂ احساس ہے، ہم سب محسوسات ہیں،

بادشاہ۔ پھر محسوسات کو اس کے وجود کا علم کیونکر ہو سکتا ہے؟

زاہد۔ آپ نے کہا تھا کہ آپ مجھے دیکھ سکتے ہیں، لہٰذا میں موجود ہوں۔ اگر آپ اندھے ہوتے اور میں بولتا نہیں اور آپ سے اتنا دور ہوتا کہ آپ مجھے نہ سونگھ سکتے نہ چھو سکتے اور کوئی آنکھوں والا میرا وجود ثابت کرنا چاہتا تو وہ کیونکر ثابت کر سکتا تھا؟

بادشاہ۔ اس سے کیا ثابت ہوا؟

زاہد۔ یہ کہ بعض حقیقتیں اس قدر بین ہوتے ہیں کہ انہیں صرف ادراک سے محسوس

کیا جا سکتا ہے، بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ جو حقیقت جتنی اعلیٰ ہوتی ہے اسی قدر اس کا ثابت کرنا دشوار ہوتا ہے، مثلاً دو اور دو کا چار کے برابر ہونا صرف اسی طرح ثابت ہو سکتا ہے کہ میں دو چیزوں میں دو چیزیں اور ملا کر چار چیزیں گنوا دوں۔ خدا اعلیٰ ترین حقیقت ہے۔ وہ اعلیٰ ترین ادراک سے سمجھ میں آتی ہے، ثبوت سے نہیں۔

پادشاہ۔ کیا یہ ادراک ممکن ہے؟

زاہد۔ ہاں، ممکن ہے! بہت سے لوگوں کو نصیب ہوتا ہے!

پادشاہ۔ مجھے نصیب ہو سکتا ہے؟

زاہد۔ بے شک۔

پادشاہ۔ کیونکر؟

زاہد۔ مجاہدہ سے!

پادشاہ۔ آہ! لیکن میری روح اس قابل نہیں ہے!

زاہد۔ کیوں؟

پادشاہ۔ آپ کو معلوم ہے! اس میں بد اعتقادی اور کمزوری ایمان کی نجاست مل گئی ہے

زاہد۔ یہ دور ہو سکتی ہے۔

پادشاہ۔ لیکن تمہیں سب سے بڑی مصیبت کا علم نہیں ہے میں اپنی روح کو بیچ چکا ہوں!

زاہد۔ کس کے ہاتھ؟

پادشاہ۔ ایک شخص ایک عالم بن کر میرے پاس آیا اور مجھ سے سوال کر کے میرے شبہات کو زیادہ قوی کر دیا۔ اس کے بعد چند خارق عادات دکھا کر مجھے اپنا معتقد کر لیا۔ بادشاہت اور محبت اور سکون کا وعدہ کر کے مجھ سے ابدی اطاعت کا اقرار نامہ لکھوا لیا جس پر میں اپنے خون سے انگوٹھے کا نشان لگا چکا ہوں!

زاہد۔ وہ شخص شیطان ہے!

بادشاہ۔ تمہیں کیونکر معلوم ہوا ؟

زاہد۔ اس نے کبھی تمہیں نیک کام کرنے کی ہدایت کی ؟

بادشاہ۔ کبھی نہیں !

زاہد۔ اُس نے تمہیں غداری پر آمادہ کیا ؟

بادشاہ۔ ہاں !

زاہد۔ وہ عابد ہے ؟ زاہد ہے ؟ خدا پرست ہے ؟

بادشاہ۔ نہیں !

زاہد۔ وہ جادوگر ہے ؟

بادشاہ۔ نہیں !

زاہد۔ پھر وہ اور کون ہوسکتا ہے ؟ وہ شیطان ہے ! میرا خواب سچا ہے !

بادشاہ۔ لیکن میں اس کا بندہ ہوں۔

زاہد۔ نہیں ہرگز نہیں۔

بادشاہ۔ میں اپنے خون سے معاہدہ پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زاہد۔ وہ معاہدہ پورا نہیں ہوا ! نہ تمہیں عورت کی محبت ملی اور نہ سکون ملا !

بادشاہ۔ کوئی امید باقی ہے ؟

زاہد۔ گنہ گار انسان۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ایمان کی قوت شیطان کی زنجیروں کو توڑ سکتی ہے ! خدا پر بھروسہ۔ تیرے مریض دل کی دوا ہے۔ وہ سکون جس کے لئے تو بے قرار تھا، خدا کی محبت میں ہے۔

بادشاہ۔ تم کیسے مبارک فرشتے ہو ! خدا کے لئے مجھے ابدی لعنت سے بچاؤ۔ مجھے نہ دنیا کی نہ محبت !

زاہد۔ بیٹا۔ اگر تیرا دل واقعی نادم ہے تو خدا بڑا رحمٰن و رحیم ہے، وہ غفار ہے اور ہمارے سب کے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے !

دوسرا نظارا۔ شاہی قصر کا دوسرا کمرہ

معلم اسود۔ علیم کی حالت بدلی ہوئی ہے، اسے میرے بغیر قرار نہ تھا، اب یہ حالت ہے کہ وہ مجھے پوچھتا بھی نہیں، میں نے انتہائی کوشش کی، لیکن ان کم بخت حامیان دستور کی شورش اور رضیہ کی حماقت سے بنا بنایا کام بگڑ گیا۔ انسان کو کچھ بھی کیوں نہ مل جائے لیکن وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ اس میں علیم کا قصور نہیں ہے، لیکن خیر، میں ایک آخری کوشش اور کروں گا (جاؤں) میں علیم کے پاس جاؤں اور دیکھوں اس وقت اس کے مزاج کی کیا حالت ہے ...

...... (وہ خود آرہا ہے)

{داخل ہوتا ہے علیم}

کہیئے بادشاہ سلامت آپ نے خود تکلیف فرمائی؟

بادشاہ۔ یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی تکلیف گوارا کی۔ لیکن یہ آخری موقعہ ضرور ہے!

معلم اسود۔ کیا معنی؟ کیا ابدی اطاعت کے یہی معنی ہیں؟

بادشاہ۔ ابدی اطاعت؟ تمہیں شرم نہیں آتی؟ کیا سکون اسی کا نام ہے؟ کیا عورت کی محبت وہی چیز ہے جو رضیہ کے دل میں تھی؟

معلم اسود۔ اور بادشاہت؟

بادشاہ۔ شیطان! اس لیے کہ میں اب تجھے اچھی طرح جانتا ہوں، تو یہ بادشاہت واپس لے لے۔ مجھے یہ تاج نہیں چاہیئے۔ (وہ تاج اتار کر پھینک دیتا ہے)

(دیکایک تاریکی ہو جاتی ہے۔ معلم اسود اپنی اصلی شکل میں نظر آتا ہے)

شیطان۔ ہاں میں شیطان ہوں، (معاہدہ نکال کر) یہ میرے پاس موجود ہے، تیرے خون کا نشان بھی موجود ہے۔ مجھے کوئی طاقت اپنے شکار سے نہیں محروم کر سکتی۔

(دیکایک زاہد داخل ہوتا ہے)

زاہد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! خدا کے علاوہ کسی میں مجال نہیں طاقت نہیں ہے!

(دیکایک بجلی چمکتی ہے اور گرج کی آواز ہوتی ہے، اور پھر روشنی ہوتی ہے تو شیطان غائب ہوتا ہے)

مبارک ہو علیم! تمہیں شیطان کے پنجہ سے نجات ملی!

بادشاہ۔ آج مجھے نئی زندگی ملی ہے۔

تیسرا نظارا - زاہد کا مکان

زاہدہ۔ بیٹی، اُنہیں اب دربار داری سے اتنی فرصت نہیں ہوتی کہاں غریبوں کی طرف متوجہ ہوں جو یہاں آتے ہیں۔

رشیدہ۔ ہاں، امی جان۔ ابا جان کو اب ذرا بھی فرصت نہیں ہوتی ان غریبوں کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے، جب کوئی آیا کرے اسے جو کچھ توفیق ہو دے دیا کریں۔ ابا جان کو اس خیال سے بڑی تکلیف ہوگی کہ غریب مکان سے خالی لوٹ جائیں!

زاہدہ۔ ہاں۔ یہی کرنا چاہیئے لیکن انہیں ان غریبوں کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیئے تھا۔

رشیدہ۔ لیکن اس میں انہوں نے کچھ بھلائی سوچی ہوگی۔

{ دستک کی آواز }

کون ہے؟ جا کر دیکھوں، کہیں ابا جان ہی نہ ہوں! (جاتی ہے)

زاہدہ۔ اس وقت کون ہوگا؟ کسی غریب کے آنے کا تو وقت نہیں ہے، وہی ہوں گے۔ { رشیدہ دوڑی ہوئی واپس آتی ہے }

رشیدہ۔ امی جان۔ کوئی غیر شخص ہے۔ میں نے ابا جان کے دھوکے میں کواڑ کھول دیئے تو خوب مقابلہ ہوا۔ وہ تو میں نے جلدی سے کواڑ بند کر دیئے۔ ابا جان کو پوچھتا تھا۔ میں نے کہا کہ تمہیں کس چیز کی ضرورت ہے؟ اس نے کہا زاہد صاحب کہاں ہیں؟ میں نے کہا مجھے پتہ نہیں!

زاہدہ۔ بیٹی کہیں وہ یہ نہ سمجھا ہو کہ ان کی موجودگی میں میرا سوال رد ہو جائیگا

جاکر پوچھو تو ! شاید کوئی حاجت مند ہو ! (رشیدہ پھر جاتی ہے)

ر ۔ (ذرا دیر میں پھر واپس آتی ہے) امی جان ! آپ کو یہی منظور ہے کہ میرا غیر مردوں سے مقابلہ ہوتا رہے ! میں نے سمجھا تھا کہ وہ شخص چلا گیا ہوگا، اس لئے کواڑ کھول کر دیکھوں کہ کتنی دور ہے تاکہ آواز دے سکوں۔ کواڑ جو کھولتی ہوں تو وہ سامنے ہی کھڑا تھا۔ اور ادھر ہی تک رہا تھا ! ایک مرتبہ پھر میری اس سے چار آنکھیں ہو گئیں۔ اب تو میں ہرگز اس طرح ......

زاہدہ ۔ بیٹی وہ جانے کیا آس باندھے کھڑا ہے ! جاؤ پوچھو تو ؟

رشیدہ ۔ امی جان وہ حاجت مند نہیں معلوم ہوتا، وہ تو اچھے خاصے کپڑے پہنے ہے !

زاہدہ ۔ بیٹی اکثر شریف حاجت مند ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انہیں میلے کپڑے پہننے سے شرم آتی ہے ! جاؤ ایک مرتبہ اس سے آڑ میں سے پوچھو کہ کیا چاہتا ہے ؟

(رشیدہ جاتی ہے) (تھوڑی دیر کے بعد واپس آتی ہے)

رشیدہ ۔ امی جان، وہ شخص کہتا ہے کہ جب تک ابا جان واپس نہیں آئیں گے وہ اسی جگہ انتظار کرے گا اگر تم ذرا یہاں سے چلی جاؤ تو میں اسے یہاں بلالوں۔ ہم دونوں دوسرے کمرہ میں رہیں گے وہ یہاں انتظار کرے گا۔

زاہدہ ۔ اچھی بات ہے۔ (زاہدہ دوسرے کمرہ کی طرف جاتی ہے، رشیدہ پھر دروازہ کی طرف جاکر واپس آجاتی ہے اور زاہدہ والے کمرہ میں جاتی ہے کہ)

(داخل ہوتا ہے علیم)

علیم ۔ میں اسی جگہ انتظار کروں گا ...... وہ شیطان کو بھگا کر چلے آئے پھر نہیں ملے۔ عجیب انسان ہیں ! مجھے ان سے کچھ مشورے کرنے ہیں۔ ....

اور یہ خاتون کون تھی جسے بار بار غریبوں کا خیال آتا تھا! فرشتہ خصلت باپ کی فرشتہ خصلت بیٹی ہوگی۔ اس لئے کہ انھوں نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ انکی ایک لڑکی ہے، انہیں کی لڑکی ہوگی! کاش میری رضیہ بھی ایسی فرشتہ خصلت ہوتی لیکن اس چڑیل کا کیا ذکر ہے، وہ تو جہنم رسید ہوئی، اگرچہ اس کا ساتھی وہ کم بخت ہمزہ نکل بھاگا! خیر...... وہ انسان کیسا خوش قسمت ہوگا جسے ایسی حسین اور فرشتہ خصلت بیوی ملے......... لیکن یہ کیا خیال ہے؟ یہ کیونکر ممکن ہے کہ زاہد اپنی بیٹی کی مجھ جیسے سیہ کار کے ساتھ شادی کردے!

(زاہد داخل ہوتا ہے)

آپ آگئے! میں سخت منتظر تھا!

زاہد۔ کیوں کیا بات ہے؟

علیم۔ آپ کو یہ نہ چاہیئے تھا کہ ایسی کشمکش کے بعد مجھے تنہا چھوڑ آتے۔

زاہد۔ میں کل پھر آتا۔ اسوقت مجھے ایک غریب کی.........

علیم۔ ہاں؟

زاہد۔ کچھ نہیں۔ مجھے ایک کام تھا! خیر، آپ کہیں تو میں ابھی آپ کے ساتھ چلوں۔ یا کل آجاؤں؟ آپ نے خود کیوں تکلیف کی؟ کسی کو بھیج دیا ہوتا!

علیم۔ جی نہیں، میں آپ کا خادم ہوں! آپ میرے ہادی اور پیشوا ہیں! یہی مناسب تھا کہ میں خود حاضر ہوجاتا۔

زاہد۔ ہادی تو خدا ہے! لیکن میں ہر خدمت کے لئے تیار ہوں، چلتا ہوں چلئے!

چوتھا نظارا - ایک وسیع میدان

(ایک بڑا ہجوم نظر آرہا ہے اتنے میں پادشاہ آتا ہے۔ سب خاموش ہو جاتے ہیں۔ پادشاہ اپنے تخت پر بیٹھ جاتا ہے اس کے ارد گرد کھڑا ہوتا ہے)

پادشاہ - میرے پیارے شہریو! اے دلیرو!

میں تمہیں اس خطاب سے مخاطب کرنا پسند کرتا ہوں اس لیئے کہ ہم سب ایک ہی مادر وطن کے فرزند ہیں، اور وہ ظلم جو تمہاری جمہوریت کے میدان پر قیادت کرتا تھا آج پھر تمہارے سامنے ہے۔ میں نے تمہیں اس لیئے بلایا ہے کہ اپنے وعدہ کو پورا کروں اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اس ملک میں دستوری حکومت قائم ہوگی! اسکی شکل یہ ہوگی کہ آج سے ایک ہفتہ بعد انتخابات شروع ہونگے اور تمہارے نمائندے جو آئین بنا دیں گے وہ مجھے منظور ہوگا! یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ میں تمہیں وہ تمام اختیارات دینے کو تیار ہوں جو تم چاہتے ہو اپنا تاج اتار کر رکھے دیتا ہوں اور اس تاج کو اس وقت تک نہیں پہنوں گا جب تک تمہارے نمائندے نہ بتائیں اگر وہ اس نتیجہ پر پہونچیں گے کہ ملک میں پادشاہ کی ضرورت نہیں یا کوئی اور پادشاہ ہونا چاہیئے تو میں ایسا بھی کرنے کے لیئے تیار ہوں!

(بیٹھ جاتا ہے)

مجمع خوشی کے نعرے لگاتا ہے اور دستور زندہ باد۔ پادشاہ زندہ باد کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔

پانچواں نظارا - زاہد کا مکان

علیم - آپ کی ہدایت سے مجھے ہر چیز نصیب ہوگئی، میری روح شیطان کے پنجے سے اُبھر گئی اور رعایا نے مجھے پادشاہ تسلیم کرلیا۔ دستوری حکومت کے قیام سے ملک میں اب امن وامان ہے، اور رعایا میرے خلوص کی مداح ہے۔ امید ہے کہ خدا اپنے کمال رحم سے مجھے معاف کردے گا! لیکن مجھے ایک درخواست اور کرنی ہے!

زاہد - بتاؤ وہ کیا ہے؟

علیم - مجھے کہتے ہوئے ڈر لگتا ہے کہ آپ کہیں ....

زاہد - نہیں دوست! کہو!

علیم - میری زندگی ایک سراب کی مانند ہے، اس لیے کہ اسے کسی عورت کی محبت کا چشمہ سیراب نہیں کرتا!

زاہد - پھر؟

علیم - کیا میں اقرار کروں؟ میں ایک دن آپ کے ہاں آیا تھا تو آپ کی لڑکی پہ میری نظر پڑ گئی تھی - آپ یقین جانیے کہ میں نے اسے جان کر نہیں دیکھا لیکن میرے دل میں اس کی تصویر اتر گئی اور مجھے اس کے اخلاق کے متعلق جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے سمجھتا ہوں کہ وہ اس ملک کی ملکہ بننے کی اہل ہے اس سے غریبوں کو بہت فیض پہونچے گا اور اسکی رحمدلی تاریخ میں یادگار رہے گی۔

زاہد - مجھے اس رشتہ میں کوئی پس وپیش نہیں، اس لیئے کہ مجھے معلوم ہے کہ

ایک صالح بیوی انسان کو ہر برائی سے روک سکتی ہے۔ مجھے حکم ملا ہے کہ تمہیں سیدھے راستہ پر لگا دوں، مجھے امید ہے کہ رشیدہ بھی اس میں میری مدد کرے گی، لیکن تم ذرا چلے جاؤ، میں رشیدہ سے پوچھ لوں (علیم جاتا ہے)
رشیدہ! (رشیدہ آتی ہے)
زاہد - اپنی امی جان کو بلالو۔ (رشیدہ جاتی ہے اور زاہدہ کے ساتھ آتی ہے)
رشیدہ! بادشاہ علیم کا بیان ہے کہ اسے تم سے محبت ہے، وہ تمہارے ساتھ شادی کرنا چاہتا ہے، میں اس رشتہ کو اچھا اس وجہ سے سمجھتا ہوں کہ تم اسے ہر برائی سے روک سکوگی، اور اسکی حالت نے ابھی پلٹا کھایا ہے، تم اس رشتہ کے لیئے تیار ہو؟ اور زاہدہ تم اجازت دیتی ہو؟
(رشیدہ خاموش رہتی ہے)
زاہدہ- مجھے یہ رشتہ منظور ہے۔ اور اس کے متعلق کیا پوچھتے ہو، اسکی کچھ عرصہ سے ذرا حالت غیر تھی۔ شرم کے مارے کسی سے کچھ نہیں کہتی تھی۔ میں نے آخر کھود کھود کر معلوم کر لیا کہ اسے علیم سے محبت ہے، جب دن سے مقابلہ ہوا ہے اس کے دل میں علیم کی محبت گھر کر گئی ہے!
زاہد- علیم! (علیم آتا ہے)
ہمیں یہ رشتہ منظور ہے! کل باقاعدہ نکاح ہو جائے گا۔

چھٹا نظارا۔ قبرستان

(ایک قبر نظر آتی ہے۔۔۔۔ شیطان آتا ہے اور ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے)

شیطان۔ ایک طویل مدت کے بعد میرا شکار میرے ہاتھ آنے والا ہے اب کہاں جائے گا؟ تیس برس کے انتظار کے بعد میں عہدنامہ کی تکمیل کراؤں گا۔

(تھوڑی دیر میں کچھ فرشتے آتے ہیں)

ایک فرشتہ۔ یہ کون ہے؟ اس کا کیا کام ہے؟ شیطان یہاں سے دور ہو!

شیطان۔ خاموش! کیا تمہارے خدا کے ہاں انصاف نہیں؟

فرشتہ۔ ضرور ہے!

شیطان۔ (عہدنامہ دکھا کر) یہ دیکھو! یہ روح میری ہے!

فرشتہ۔ چل ملعون! تجھے شرم نہیں آتی؟ عہدنامہ پورا نہیں ہوا!

شیطان۔ کیونکر؟

فرشتہ۔ تو خود سوچ کہ اس انسان کو تو نے عورت کی محبت دلائی یا اسے کون ملا۔

دوسرے فرشتے۔ نکال دو اس ملعون کو! (شیطان چپ چاپ چلا جاتا ہے) (قبر سے علیم کی روح نکلتی ہے) **روح۔** کون ہے یہ روشن ہستیاں، کون ہیں؟

ایک فرشتہ۔ ہمیں خدا نے بھیجا ہے کہ تیرا خیر مقدم کریں۔

روح۔ لیکن میں گنہگار ہوں۔

فرشتے۔ خدا ایسے گنہگاروں کے جو دل سے نادم ہوں گناہ معاف کر دیتا ہے وہ بڑا غفور ہے چلو ہمارے ساتھ چلو۔ (کچھ فرشتے آگے آگے پھول بکھیرتے ہیں درمیان میں روح چلتی ہے۔ پیچھے پیچھے دوسرے فرشتے پھول نثار کرتے جاتے ہیں)۔۔۔(تمت)

مہ جبین پرتھال

(یا)

گجرات کی حسینہ

یہ ایک بالکل سچا اور تاریخی افسانہ ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ گجرات کی شہرہ آفاق حسینہ اور اس کا خاندان کیونکر مشرف باسلام ہوا اور شہزادہ حسن سے اس کی شادی کس طرح ہوئی، اسی سلسلہ میں دیورائے مہاراجہ بیجانگر اور سلطان فیروز شاہ بہمنی کے جنگی معرکے درج ہیں اسکو پڑھکر جہاں اسلامی اخلاق کی کشش دلوں میں گدگدیاں کرتی ہے۔ وہاں ہندو تہذیب اور برہمن دیوتاؤں کے حالات کا سچا فوٹو آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

یہ وہی اچھوتا ناول ہے جو **الامان** میں شایع ہوتا رہا ہے اور جس کی طلب میں صدہا خطوط چھپنے سے پہلے آچکے ہیں۔ اب یہ فسانہ مستقل کتاب کی شکل میں طبع کراکر پیش کیا جارہا ہے۔

قیمت صرف چھ آنہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ

مینجر الامان بکڈپو گلی قاسم جان دہلی

حیات کامل

یہ نہیں کہ اس کے احباب واقارب اسے دفن کردیں بلکہ اصلی موت یہ ہے کہ اسکے کمالات مرجائیں اور اس کے کارنامے پسماندگان کی غفلت و فراموشی کے مرقد میں دفن ہوجائیں۔

آہ مصطفےٰ کامل پاشا

آج ہم میں موجود نہیں کہ فراعنہ کی سرزمین میں پیدا ہوئے جنہوں نے اسوقت آزادیٔ مصر کی آواز بلند کی جبکہ وادی نیل خاموش اور اہرام مصری اغیار کے سربفلک شکوہ عروج سے مرعوب ہوچکے تھے لیکن اس فدا کار ملت کا مرقع حیات جو مصر میں پیدا ہوا مصر ہی میں نشوونما پائی مصر ہی اس کی دماغی فکر اور جسمانی جدوجہد کا مرکز عمل رہا اور جس نے آخر وطن عزیز کی خاطر جان تک دی آج اپنے کارناموں کے باعث زندہ ہے، اور مصر کا ذرہ ذرہ اسکے کارناموں کا آفتاب ہے ضروری تھا کہ اس فرزند مصر شہید حریت کے کارناموں سے ہندوستان کا ہر فرد و بشر عموماً اور مسلمان خصوصاً واقف ہوں۔

حیات کامل

شہید وطن کی مفصل سوانحعمری ہے جسمیں مجاہد وطن کے جملہ کارناموں کے علاوہ فوٹو بھی درج ہیں باوجود ان تمام خوبیوں کے قیمت صرف عہ

ملنے کا پتہ

منیجر الامان بکڈپو گلی قاسم جان دہلی

الامان بک ڈپو گلی قاسم جان دہلی

بار اول — ایک ہزار

قیمت ۱۲ر

یہ کتاب مذکورۂ بالا پتہ پر طلب کی جائے